حرفِ ناتمام

منیر سیفی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَرُفِ ناتَمام

مُصَنِّف

مُنیر سیفیؔ

نام کتاب : حرفِ ناتمام

مُصنّف : مُنیر سیفی

مُرتّب : ساجد علی ساجدؔ۔ اویس منیر۔ اُسامہ منیر

سال اشاعت : دو ہزار دس عیسوی
(مطابق، چودہ سو اکتیس، ہجری)

تعداد : ایک ہزار

صفحات : ایک سو چوالیس

قیمت : دو سَو پچاس روپے

ناشر: اَدَبی دائرہ

اے ۳۱۲، بلیز ٹاورز، مین راشد منہاس روڈ، بلاک ۲۰، کراچی

فون: 021-4013210

فہرس

موضوع:

﴿حمدِ باری تعالیٰ...... نظریۂ وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے تناظر میں﴾

انتساب ---------------- ۹

مقدمہ ---------------- ۱۱

مُنیر سیفی۔ایک درویش منش شاعر

از، محسن اعظم محسنؔ ملیح آبادی

آغازِ حمد ---------------- ۱۷

منیر سیفی۔عہدِ عصر کی منفرد آواز ---------------- ۱۴۱

از، محسن اعظم محسنؔ ملیح آبادی

❀❀❀

انتساب

اُس ذاتِ واجب الوجود
کے نام
جو اپنی ذات وصفات
میں یکتا ہے
اور
تمام تعریفیں اُسی کے لیے ہیں
اُس کی حمد وثنا ہی تمام تعریفوں
کا سرچشمہ ہے

مُنیر سیفؔی ایک درویش مَنش شاعِر

جناب مُنیرؔ سیفی ایک صوفی اور درویش صِفت انسان ہیں۔ وہ بھی دریائے معرفت وتصوُّف کے شِناور ہیں۔ بنیادی طور پر وہ اُن صوفیائے عظام کی فِکر سے متاثّر ہیں جو ہمہ اُوست یعنی فلسفہٗ وحدت الوجود پر یقین رکھتے ہیں، اور اپنے ذوق کی روشنی میں اِسے دیکھتے ہیں۔ ذوق کا لفظ صوفیاء کے یہاں ایک خاص وجدانی کیفیت کے مفہوم میں بولا جاتا ہے، یعنی محبوبِ حقیقی کا ذِکر وفِکر اور اس کا خیالی دیدار، انسان پر اِس قدر طاری ہوجائے کہ وہ بے خود ومَست ہوجائے۔ ذوق کی مختلف قسمیں ہیں۔ یعنی ذوقِ فی معرفت اللہ سبحانہٗ۔ اس میں ایک عارفِ حق ذاتِ حق کو دل پر وارِد سمجھتا ہے۔ جس کے نور سے وہ حق وباطل میں اِمتیاز کرلیتا ہے۔ ظاہر میں تو وہ موجودات اور خَلق کو دیکھتا ہے، لیکن باطن میں ذاتِ اَحَد ہی کو پیش نظر رکھتا ہے۔ تمام موجودات عالم مجاز ہے۔ اور سب ماسوائے وجودِ حق ہے، اصلی اور حقیقی وجود صرف اِلٰہ کا ہے۔ باقی سب کچھ اس کے نور کا سایہ اور عکس ہے۔ انسان جب عرفان کی منزل کی طرف سفر کرتا ہے تو سب سے پہلے اس کو یقین واعتماد کے تین مراتب سے گُزرنا ہوتا ہے۔ یعنی، علمِ الیقین، عین الیقین، حق الیقین اور اس آخری درجے میں اس کا ذوق و، وجدان اس منزل پر پہنچ جاتا ہے، کہ اُسے ہر ایک چیز میں ذاتِ حق نظر آنے لگتی ہے، اور اُس چیز کو جس میں وہ اُسے دیکھتا ہے وہ مجازی اور عدم محض سمجھنے لگتا ہے۔

جناب منیر سیفؔی کا عقیدہٗ وحدت الوجود حقیقت میں شرک واتحاد اور حلولی کیفیت سے بالکل پاک ہے۔ وحدت الوجود بظاہر نظریہ وحدت الشہود سے کچھ الگ

نظر آتا ہے اور بہت سے عُرفاء وحدت الوجود کو وحدت الشہود میں سمو لیتے ہیں، وہ ذات اَحَد کو دونوں ہی طرح دیکھتے ہیں۔ شہودیت کے مفہوم میں دیدارِ حق، بحقّ تمام موجودات اور تمام کائنات، کو عین بمرتبہٗ حق الیقین سمجھنا اور تمام اعتبارات اور غیرّیت کو نظر انداز کر کے ہر ذرّے میں ذاتِ واحد کو، اور ذات میں تمام موجودات کو بہ صِفتِ عَینیّہ دیکھنا ہے۔ وحدت الشہود اپنی تعریف میں کئی طرح دیکھا جاتا ہے۔ یعنی شہود المجمّل فی المفصّل یعنی ذاتِ احدّیت کو ہر ذرّے میں دیکھنا، اس طرح کہ وحدت فی الکثرت ہو۔ شہود المفصّل فی المجمّل یعنی ہر ذرّے اور جملہ موجودات کو ذات احدیت میں دیکھنا یعنی کثرت فی الوحدت۔

توحید ایمان کی بنیاد ہے اس سے منحرف ہونا چون و چرا کرنا، کفر و شرک ہے۔ وحدت الوجود میں جملہ موجودات کو ذات حق کے نور کا عکس و سایہ کہا جاتا ہے وہ محض ایک ذوقی کیفیت ہے۔

مخلوق و موجودات حادث ہیں اور خالقِ موجودات قدیم ہے۔ حادث نہ قدیم ہو سکتا ہے، نہ قدیم حادث ہو سکتا ہے۔ اکثر صوفیاء کے مسلک میں وحدت الوجود سے مراد یہ ہے، کہ ذاتِ اَحَد ایک خاص انداز میں جملہ موجودات میں جاری و ساری ہے، لیکن وہ اتحاد و حلول سے مُنزّہ ہے۔ اُس کا ہر شَے میں موجود ہونا اس طرح ہے، جیسے سورج کی شعاعیں پاک اشیاء پر بھی پڑتی ہیں اور ناپاک چیزوں پر بھی، مگر وہ شعاعیں ناپاک نہیں ہوتیں، یعنی موجودات میں ذاتِ اَحَد کا جاری و ساری ہونا شرکت و حلول سے عبارت نہیں سمجھا جاتا۔ اِلٰہ مرتبہٗ اَحَدیّت میں مطلق پاک ہے اور نقائص سے بَری ہے۔ اور جملہ کمالات سے متّصِف ہے۔ وحدت الشہود بھی مسلکِ صوفیاء ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اُس سے کل موجودات ہے، وہ اُن میں کسی طرح بھی نہیں ہے۔

جناب منیر سیفی اپنی حمدیہ نظم، جو مثنوی کی شکل میں ہے، اس کا موضوع مطلق وحدت الوجود اور وحدت الشہود ہے اسی روشنی میں انہوں نے اشعار کہے ہیں۔ شاعر موصوف ایک ذہین، خوش فکر درویش منش انسان ہیں۔ ان کی شاعرانہ عظمت کے اہلِ علم و فضل اور معتبر ناقدین معترف ہیں۔ وہ پردۂ مجاز میں عشق حقیقی اور معرفت و تصوف کے آئینہ دار ہیں۔ ان کے اشعار میں مُحبّتِ الٰہی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ جناب منیر سیفی جدید فکر و نظر اور اپنے اسلوب بیان میں منفرد ہیں۔ اُن کی دلکش و خوبصورت شاعری نرمل اور کومَل لفظوں سے سجی ہوئی ہے۔ وہ اپنے احساسات و مشاہدات کو بہترین انداز میں مصوّر کرنا جانتے ہیں۔ ان کا شعری شعور نہایت پختہ اور عمدہ سوجھ بوجھ سے عبارت ہے۔ وہ فنّی و عروضی طور پر بھی جدیدیت کے قائل ہیں۔ وہ روایتی شعری و فنّی موشگافیوں سے بڑی حد تک بلند ہو کر سوچتے اور لکھتے ہیں۔ ان کے اشعار میں بڑی بے حد توانائی اور شعری نشتریّت اور دلکشی پوری آب و تاب کے ساتھ ملتی ہے۔ ان کی شاعری میں تخیّل، تخئیل اور محاکاتی رویّے بھی بڑی خوش اسلوبی سے شعر کی زبان بَن جاتے ہیں۔ غزل اور دیگر اصناف شاعری میں اُن کا انداز بیان اور لہجہ و آہنگ جدید اور فکری ہے۔ ان کی شاعری میں خوبصورت ایمائیت اور علامتی انداز بہت عام فہم اور سلجھا ہوا ہے۔ وہ سماجی رویّوں، مشاہدات و جذبات اور شعور و لاشعور کی واضح تصاویر کھینچتے ہیں۔ وہ افکار و خیالات کے "ذہین و طبّاع" صورت گر ہیں۔ منیر سیفی کی شاعری کا بڑا حصہ اپنے تمام ہم عصر معتبر شعراء سے کسی طرح کم نہیں، وہ اُن کے کاندھے سے کاندھا ملا کر چلنے والے زیرک ترین شاعر ہیں۔ ان کا جادۂ شاعری منفرد ہے ان کے یہاں تقلیدی کیفیت برائے نام ہے۔ وہ جدید ذہن و فکر کے شاعر ہیں، مگر غزل میں مثبت روایت کو دِرایت اور طبّاعی سے نبھاتے ہیں۔ ان کی اکثر غزلیں سہلِ ممتنع، اور چھوٹی چھوٹی بحروں میں اپنا حُسن الگ رکھتی ہیں۔ وہ گہرے

فکری ومشاہداتی خیالات کومختصر انداز میں سمونے کے ہنر سے واقف ہیں۔ وہ بھی اُن شعراء میں سے ہیں جو ایجاز و اختصار کو اہمیت دیتے ہیں۔

جناب منیر سیفیؔ کی شاعری کا میں نے بالا ستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ وہ تنقیدی تناظر میں ایک توانا فکر شاعر ہیں، طرزِ اظہار میں منفرد ہیں۔ ان کی شعری تخلیقات کے ابتک تین مجموعے، ''مثال'' (نعتیہ کلام) ''لَو'' اور ''الست'' ہیں جن میں اعلیٰ زبان و بیان اور فکر ونظر کی شاعری ہے۔ وہ شاہراہِ جدید کے ایسے بیدار دماغ رَہرو ہیں جو شوق جدیدیت میں اپنی شاعری کو ابہام و اہمال کی بند گلی میں نہیں لے جاتے۔ انہوں نے جدید وقدیم کی مثبت و اعلیٰ خوبیوں کا سنگم بنا کر اپنی شاعری کو سجایا ہے۔ وہ لفظوں کا استعمال نہایت سوجھ بوجھ کے ساتھ کرتے ہیں۔ اب اُن کا یہ چوتھا مجموعہ کلام ایک طویل حمدیہ نظم پر مشتمل ہے اور وہ مثنوی کی ہیئت میں ہے۔ نظم کا موضوع فلسفۂ وحدت الوجود اور فلسفہ وحدت الشہود ہے۔ دونوں نظریے مِلتے جُلتے ہیں۔ جنہیں ہُنر مندی سے نبھایا ہے۔ مذکورہ مجموعے کا نام ''حرفِ ناتمام'' ہے اس نظم میں کافی تنوُّع ہے اور اس میں ایسے خیالات کو نظم کیا ہے، جو عام فہم ہیں۔ انہوں نے بتایا ہے مخلوقات عالم میں ذات اَحَد جاری وساری ہے۔ یہ جاری وساری رہنا ایک لطیف کیفیّت ہے۔ جو نہ محسوس ہوتی ہے، نہ مجسّم ہے۔ وہ تو پھول میں خوشبو کی طرح، جسم میں روح کی طرح، آگ میں تپش کی طرح ہے، جو ایک عارف اپنی ذوقی کیفیّت میں محسوس کرتا ہے۔ ان کے نظریۂ وحدت الوجود کا لبِّ لباب یہ ہے کہ وہ تمام مخلوقات میں اس طرح جاری و ساری اور طاری ہے، کہ حادث، قدیم کے ساتھ شریک نہیں، وہ اس کے اثر میں ہونے کے باوجود الگ ہے۔ وحدت الوجود میں ذات اَحَد کو محسوس کرانا مقصود نہیں، اگر وہ محسوس ہو جائے تو مخلوق میں شمار ہو جائے گا، یہ شرک ہے اور حلولی کیفیت ہے، ذاتِ اَحَد اور واجب الوجود بہرحال اس سے بلند ہے۔

جناب منیر سیفی نے نہایت عام فہم انداز میں، اس حمد یہ نظم میں اپنے خیالات سموئے ہیں۔ ان اشعار میں شخصیات، فن، تاریخ، لذّت و کیفیت، خیر و شر سب کچھ سمٹا ہوا ہے اس نظم میں سات سو سے زیادہ اشعار ہیں جو مربوط انداز میں ہیں اور صرف ایک تصوُّر کو مختلف صورتوں میں پیش کیا ہے۔ اُن کی یہ طویل نظم حمد کے عام مضامین کی ڈگر سے ہٹ کر ہے۔ اُن کو ہر شئے میں ذاتِ اَحَد کی جلوہ گری نظر آتی ہے۔ مظاہرِ عالَم میں اَحَد کے نور کا لطیف عکس محسوس کرتے ہیں۔

اس کتاب کی ترتیب و تدوین اور طباعت جناب ساجد علی ساجدؔ اور منیر سیفی صاحب کے فرزند ڈاکٹر اُسامہ منیر کی نگرانی میں ہوئی ہے۔ انشاء اللہ اُن کی یہ کتاب بھی اپنے موضوع اور شاعرانہ اسلوب کے اعتبار سے منفرد ہوگی، اور اہلِ علم و فضل سے خراجِ تحسین حاصل کرے گی۔ اُن کی یہ طویل نظم الٰہیاتی اَدَب میں ایک گراں بہا اضافہ ہے۔

از

محسن اعظم محسنؔ

ملیح آبادی

۱۵ جنوری ۲۰۰۹ء

اے، ۳۶۔ اسحاق آباد، سر شاہ محمد سلیمان روڈ،

فیڈرل بی ایریا، کراچی۔

فون: ۶۸۲۵۶۳۹

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

اے خدا! واجب الوجوب ہے تُو
صِرف اک عالم الغیوب ہے تُو

مُقتضی اپنے آپ کو تُو ہے
خوف رکھتا نہیں ہے جو تُو ہے

اے خدا ! وحدت الوجود ہے تُو
اے خدا ! وحدت الشّہود ہے تُو

نورِ ارض و سَما فقط تُو ہے
تیرا جلوہ جہاں میں ہر سُو ہے

تُو ہے جَوہر، عَرَض ہیں سب چیزیں
تجھ سے کب بے غَرَض ہیں سب چیزیں

تُو نے حق الیقین بخشا ہے
دل کی آنکھوں سے تجھ کو دیکھا ہے

تیری مخلوق تیرا عرفاں ہے
اس سے محکم سبھی کا ایماں ہے

ساری اشیاء سے ترا ، ایقاں
تیری مخلوق سے ، ترا وجداں

تُو ہی تُو ہے ، یہ ہے مرا ایماں
تجھ سے ہر شے ہے آئنہ ساماں

دُہر میں جو نظام جاری ہے
اس میں بس ، تُو ہی ایک طاری ہے

ترا جلوہ ، ہر ایک شَے میں ہے
گیت تیرا ، ہر ایک لَے میں ہے

نغمہ گاتا ہے تیرا ، ہر اک ساز
مُنجلی ہے تجھی سے ہر آواز

چیزیں ادراک کا ذریعہ ہیں
تجھ پہ ایقان کا وسیلہ ہیں

سچ ہے ! اپنی صفات میں ہے ایک
سچ ہے ! تُو اپنی ذات میں ہے انیک

ذات تیری ہی جاوِدانہ ہے
باقی ہر ایک شَے فسانہ ہے

ایسے مخلوق میں ہے ترا نُور
جیسے شیشے میں آفتاب کا نُور

چیزیں حادث ہیں ، اور تُو ہے قدیم
بالکل آساں ہے یوں تیری تفہیم

تجھ کو ہر شے میں دیکھنا میرا!
نہیں ہے کام شرک کا میرا

تیرے عرفاں کا اک طریقہ ہے
تجھ سے ملنے کا اک سلیقہ ہے

ذرّے ذرّے میں تو ہے ربِّ جلیل
پر یہ ذرّے نہیں تری تمثیل

اے خدا ! کائنات کی ہر چیز
تیرے ادراک کے لیے تمئیز

خَلق میں دیکھنا تجھے معبود!
تیرے جلوے ہیں دیکھنا مقصود

شرک کرنا نہیں مِرا مقصد
میرا ایمان ہے ، کہ تو ہے اَحَد

اے خدا ! ہر طریف تجھ سے ہے
ہر نظیف و لطیف تجھ سے ہے

حسن تیرا ، جمال تیرا ہے
ہر نفس ، ہر خیال تیرا ہے

بدر میں تو ، ہلال میں تُو ہے
ہر عروج و زوال میں تُو ہے

ماضی و فردا ، اور حال میں تُو
تو ہی لمحوں میں، ماہ و سال میں تُو

شرق و غرب و شمال میں تُو ہے
تو اذاں میں، بلالؓ میں تُو ہے

خامشی میں ، مقال میں تُو ہے
کارِ سہل و محال میں تُو ہے

زخم میں ، اندمال میں تُو ہے
تو ہی تلوار ، ڈھال میں تُو ہے

ہر شکاری کی چال میں تُو ہے
تو ہی پنچھی میں، جال میں تُو ہے

تو مویشی میں ، مال میں تُو ہے
تو ہی پتّوں میں ، ڈال میں تُو ہے

ہر مُصدّق خیال میں تُو ہے
جذبۂ احتمال میں تُو ہے

دھوپ میں تُو ، ظلال میں تُو ہے
موسم برشگال میں تُو ہے

سبزۂ پائمال میں تُو ہے
ہر چمن ، ہر نہال میں تُو ہے

سر خوشی میں ، ملال میں تُو ہے
ہجر میں تو ، وصال میں تُو ہے

ہر طلب ، ہر خیال میں تُو ہے
ہر غزل ، ہر غزال میں تُو ہے

حسن کے خدّ و خال میں تُو ہے
عشق کے ہر وبال میں تُو ہے

رنگ اُبٹن کا بھی ، گلال بھی تُو
تُو ہی جوتش ہے اور فال بھی تُو

تُو کتھک میں ، دھمال میں تُو ہے
تُو ہی سُر میں ہے ، تال میں تُو ہے

قیل میں تُو ہے ، قال میں تُو ہے
کانچ میں تُو ، سفال میں تُو ہے

ہر جواب و سوال میں تُو ہے
دہر کی ہر مثال میں تُو ہے

ہیر کے بال بال میں تُو ہے
کوئی رانجھا ہو، کھال میں ہے تُو ہے

زِیست میں، اِرتحال میں تُو ہے
امتحاں میں، مآل میں تُو ہے

اَمن میں تو، جدال میں تُو ہے
ہر وصال و فصال میں تُو ہے

ہر دھنک میں، وکال میں تُو ہے
دَشت میں تو، جِبال میں تُو ہے

ماضی و فردا، حال میں تُو ہے
کال میں تُو، اکال میں تُو ہے

ابتدا میں ہے ، انتہا میں بھی
تُو اندھیرے میں ہے ، ضیا میں بھی

چاند تاروں میں بھی ، خلا میں بھی
حبس میں بھی ہے تُو، ہوا میں بھی

خشک موسم میں بھی ، گھٹا میں بھی
تُو ہی صرصر میں بھی ، صبا میں بھی

شخص کے عکسِ بے نُمیا میں بھی
ناشناس اور آشنا میں بھی

راستے میں بھی ، نقشِ پا میں بھی
راہرو میں بھی ، رہنما میں بھی

تُو سخی میں بھی ہے ، گدا میں بھی
تُو وِلا میں بھی ہے ، وغا میں بھی

ڈوبتی ، تیرتی صدا میں بھی
ناؤ میں بھی ہے ، ناخُدا میں بھی

بد دُعا میں بھی ہے ، دُعا میں بھی
تُو سزا میں بھی ہے ، جزا میں بھی

بے وفائی میں بھی ، وفا میں بھی
تُو ہی غمزے میں ہے ، ادا میں بھی

سنگ میں تُو ہے، تُو ہی پارے میں
ذرّے ذرّے میں ، ہر ستارے میں

مسکراتی ہوئی فضا میں بھی
سانس لیتی ہوئی ہوا میں بھی

تُو حمیت میں بھی ، حیا میں بھی
سر سے اتری ہوئی ردا میں بھی

طور پر بھی ہے ، تُو حِرا میں بھی
تُو مدینے میں ، کربلا میں بھی

اژدہوں میں بھی ہے ، عَصا میں بھی
زہر میں بھی ہے ، تُو دوا میں بھی

کیوں؟ کہاں؟ کیسے؟ اور کیا؟ میں بھی
''لا'' سے باہر بھی ، اور ''لا'' میں بھی

تو کہاں ہے ، کہاں نہیں ہے تُو
ہے وہاں بھی جہاں نہیں ہے تُو

تُو ہی قرآن ، تُو ہی تفسیریں
'القلم' تُو ہے ، تُو ہی تحریریں

ظلمتیں تیری ، تیری تنویریں
خواب بھی تُو ہے ، تجھ سے تعبیریں

تُو مُصوِّر ہے ، تجھ سے تصویریں
تُو ہی معمار ، تجھ سے تعمیریں

تُو مدبّر ہے ، تیری تدبیریں
تُو مقدّر ہے ، تُو ہی تقدیریں

تُو مقرِّر ہے ، تُو ہی تقریریں
ڈھال بھی تُو ہے ، تُو ہی شمشیریں

تُو عدالت بھی ، تُو ہی تعزیریں
تُو رہائی بھی ، تُو ہی زنجیریں

تُو ہی آزاد ، سر بلند بھی تو
اور سلاخوں کے پیچھے بند بھی تو

تُو ہی 'اول رقم' میں رہتا ہے
تُو ہی لوح و قلم میں رہتا ہے

تُو زبانِ شہِ جہاں میں ہے
تُو ہی پیغامِ مرسلاں میں ہے

تُو مقالِ کلیم میں بھی ہے
تُو ہی دُرِّ یتیم میں بھی ہے

حُسنِ تقویم میں بھی تُو ہی ہے
ماہ دو نیم میں بھی تُو ہی ہے

انبیا ، مرسلین میں بھی تُو
تُو ہی صادق ، امین میں بھی تُو

کیسے عالی نسب میں رہتا ہے
تُو جو اُمیؐ لقب میں رہتا ہے

تُو ابراہیمؑ کے کلام میں تھا
تُو ہی عیسیٰؑ کے بھی پیام میں تھا

تُو ہی تو ارض و آسماں کا نور
تُو ہی اصحابِ خفتگاں کا نور

تُو ہی آدمؑ میں ، تُو خلیلؑ میں ہے
تُو ثبوت ، اور تُو دلیل میں ہے

تُو ہی طوفان میں تھا نوحؑ کے ساتھ
تُو ہی رہتا ہے تن میں روح کے ساتھ

دستِ داوٗدؑ میں بھی تُو ہی تھا
نارِ نمرود میں بھی تُو ہی تھا

تُو ہی موتی کو خاک میں رولے
تُو ہی یوسفؑ کو سوت میں تولے

صبرِ ایوبؑ میں بھی تُو ہی تھا
چشمِ یعقوبؑ میں بھی تُو ہی تھا

تُو ہی یونسؑ میں ، تُو ہی ماہی میں
تُو ہی فِرعون کی تباہی میں

تُو ہی جبریلؑ کے پَروں میں ہے
تُو ہی مٹی کے سب گھروں میں ہے

تُو ہی صدیقؓ کی صداقت میں
تُو ہی فاروقؓ کی بصیرت میں

اِبن عفانؓ سا غنی تجھ سے
اور علیؓ کی دلاوری تجھ سے

تُو حسنؓ میں ، حسینؓ میں بھی تُو
دُکھ میں بھی تُو ہے ، چین میں بھی تُو

تُو اُبوذرؓ میں ، تُو اویسؓ میں ہے
تُو ہی حاتم میں ، تُو ہی قیس میں ہے

جب رگ و پے میں کیف بھرتا ہے
تُو ہی خالدؓ کو سیف کرتا ہے

تُو ہی عبرانیوں کے خوف میں تھا
تُو ہی رحمان ابنِ عوف میں تھا

تُو ہی سولی میں ، تو ہی مسند میں
ابنِ منصور[1] ، اور سرمد میں

تُو مدینے کے لمحے لمحے میں
تُو ہی مکے کے ذرّے ذرّے میں

ہر فنا میں ہے تُو ، بقا میں تُو
ہر تنزّل میں ، اِرتقا میں تُو

تُو عبادت میں ، تُو معابِد میں
تُو کلیسا میں ، تُو مساجد میں

[1]: حسین بن منصور حلاج

تُو ہی ہیکل میں ، تُو کنِشت میں ہے
تُو ہی ہر دین کی سرِشت میں ہے

تُو ہی انجیل بھی ہے، قرآں بھی
لا مکاں بھی، مکاں بھی، امکاں بھی

تُو ہی توریت میں ، زبور میں تُو
فہم و ادراک میں ، شعور میں تُو

تُو ہی ویدوں میں ، تو ہی گیتا میں
تُو ہی ہے رام اور سیتا میں

تُو ہی نانک میں، تُو گرنتھوں میں
تُو ہی ہر دھرم اور پنتھوں میں

وحی و الہام ، شاعری بھی تُو
باطن و حسنِ ظاہری بھی تُو

تُو کویتا میں ، تُو الاپوں میں
تُو ہی ہے پنڈتوں کے جاپوں میں

تُو ہی اِندر میں، اربسی میں تُو
تُو ہی دسرتھ میں ، پدمنی میں تُو

تُو ہی رادھا میں ، تُو کنہیّا میں
تُو ہی شوبھا میں ، تُو شرڈّھا میں

سادھو ، سنتوں میں ، صوفیوں میں تُو
تُو کرشنا میں ، گوپیوں میں تُو

تُو ہی ارجُن میں ، تُو ہی لچھمن میں
تُو ہی ہر حکمراں کے بھاشن میں

تُو اَوامر میں بھی ، نہی میں بھی
ناشناسی میں ، آگہی میں بھی

تُو ہی راوَن کے دیس میں بھی تھا
تُو ہی سیتا کے بھیس میں بھی تھا

قلبِ حسّاس کاٹا کرتا ہے
تُو ہی بن باس کاٹا کرتا ہے

تن دہی میں بھی ، کاہلی میں بھی
بے دلی میں بھی، خوش دلی میں بھی

تُو ہی حیرت میں ، تُو ہی وحشت میں
تُو نفی میں ہے ، تُو ہی مثبت میں

مبتدی میں بھی ، منتہی میں بھی
تُو جلی میں بھی ، تُو خفی میں بھی

تُو ہی 'یومِ نشور' میں بھی ہے
تُو ہی غلمان و حور میں بھی ہے

تُو حجر ، تارِ عنکبوت میں تُو
تُو ہی فولاد میں ہے ، سُوت میں تو

تُو صدی میں ہے ، ثانیے میں تُو
تُو ہی سورج میں ہے، دیے میں تُو

تُو ہی نقطے میں ، دائرے میں تُو
تُو ہی پرکار ، زاویے میں تُو

معجزے ، اور جائزے میں تُو
ہے کرامت میں ، شعبدے میں تُو

شعر میں تُو ہے ، فلسفے میں تُو
متن میں تُو ہے ، حاشیے میں تُو

محتسب تُو ، محاسبے میں تُو
تُو ہی پتھر میں ، آئینے میں تُو

تُو نصیحت میں ، مشورے میں تُو
تُو ہی شفقت میں ، دبدبے میں تُو

سانحے اور حادثے میں تُو
تُو ہی منزل پہ ، راستے میں تُو

تُو گرانے میں ، تھامنے میں تُو
تُو ہی زمزم میں ، زمزمے میں تُو

نیند میں تُو ہے ، رَتجگے میں تُو
تُو ہی جلوت میں ، تخلیے میں تُو

تُو غزل میں ہے ، مرثیے میں تُو
تُو ہی عارض میں ، عارضے میں تُو

دشت و صحرا کے زاویے میں تُو
رمِ آہو کے ضابطے میں تُو

گھر میں ، دفتر میں ، مدرسے میں تُو
روزمرہ کے تجربے میں تُو

زندگی کیا ہے ، رابطہ تیرا
یہ جہاں کیا ہے ، مشغلہ تیرا

تیرگی تیری ، روشنی تیری
ابتری تیری ، بہتری تیری

عقل تیری ہے ، آگہی تیری
تیری رنگینی ، سادگی تیری

دشمنی تیری ، دوستی تیری
داوری تیری ، برتری تیری

حسن تیرا ہے ، عاشقی تیری
ہر جبیں تیری ، بندگی تیری

تیری آواز ، خامشی تیری
تیری تقریر ، نغمگی تیری

کوہ تیرے ، ہر اک ندی تیری
سرکشی تیری ، خود سری تیری

تیرے دریا ہیں ، تشنگی تیری
ہر گھڑا تیرا ، ہر گھڑی تیری

راستے تیرے ، راستی تیری
گھر بھی تیرے ہیں ، بے گھری تیری

تیرے آنگن میں چاندنی تیری
تیرے بازار دھوپ بھی تیری

تیرے دربار ہیں ، شہی تیری
دفتری تیرے ، افسری تیری

لفظ تیرے ہیں ، شاعری تیری
آنکھ تیری ہے ، دل لگی تیری

سب کہی تیری ، اَن کہی تیری
سب سُنی تیری ، ان سُنی تیری

جو نہیں ، اور جو کائنات میں ہے
سب وہ موجود تیری ذات میں ہے

تُو دھڑکتے دلوں کی ضَو میں ہے
تُو ہی پیشانیوں کی لَو میں ہے

حسن والوں کے تُو جلو میں ہے
تجھ ہی سے رخشِ عشق رو میں ہے

تُو ہی محبوب ، تُو حبیب بھی ہے
دوست بھی تُو ہے ، تُو رقیب بھی ہے

حسن کی کائنات تجھ سے ہے
عشق کی واردات تجھ سے ہے

تُو ہی دل کو لہو سے بھرتا ہے
تُو ہی آنکھوں کو خشک کرتا ہے

تُو ہی بچوں کی مسکراہٹ میں
تُو ہی بوڑھوں کی تلملاہٹ میں

تُو بہاروں میں ، تو چمن میں ہے
تُو جوانوں کے بانکپن میں ہے

تُو ہی اُمڈی ہوئی جوانی میں
جزر بھی ہے تجھی سے پانی میں

تُو ہی شعلوں کے التہاب میں ہے
تُو ہی پارے کے اضطراب میں ہے

تُو ہی ، ہر اک کے شیب و شاب میں ہے
تُو ہی ، ہر دور کے نصاب میں ہے

تُو ہی مجنوں میں، تُو ہی لیلےٰ میں
تُو ہی وامق میں ، تُو ہی عذرا میں

حُسن کی تجھ ہی سے درخشانی
عشق کی تُو ہی چاک دامانی

تجھ ہی سے طبع میں روانی ہے
تجھ سے ہر چیز پر جوانی ہے

تُو ہی زُلفوں کے پیچ و خم میں ہے
تُو ہی سانسوں کے زیر و بَم میں ہے

تُو ہی ہونٹوں کی سرخیوں میں ہے
تُو ہی آنکھوں کی بجلیوں میں ہے

تُو ہی دانتوں کی آب داری میں
تُو ہی اَبرو کی ہے کٹاری میں

تُو ہی مُکھ کی تجلّیوں میں ہے
تُو ہی زُلفوں کی بدلیوں میں ہے

تُو ہی مخروطی اُنگلیوں میں ہے
تُو ہی مچھلی سی پنڈلیوں میں ہے

تُو ہی پلکوں کی چھاؤں میں بھی ہے
مہ وشوں کی اداؤں میں بھی ہے

حسن کی دل رُبائی میں بھی ہے
تُو ہی دستِ حِنائی میں بھی ہے

چاند چہرے کتاب تجھ سے ہیں
عارضوں کے گلاب تجھ سے ہیں

تُو ہی عُقدہ کشائی میں بھی ہے
تُو ہی دل کی صفائی میں بھی ہے

تُو ہی شرم و حیا کے زیور میں
تُو ہی دوشیزگی کے تیور میں

تُو صراحی سی گردنوں میں ہار
ہاتھ میں ، چوڑیوں کی ہے جھنکار

موسمِ گل ، تجھی سے ہے دل دار
تجھ ہی سے ہے صرف جانِ بہار

تُو ہی بربط میں ، تو ہی چنگ میں ہے
تُو نفیری میں ، جلترنگ میں ہے

تُو ہی کویل کی ، کوک میں بھی ہے
تُو بروگی کی ، ہوک میں بھی ہے

تُو ہی کلیوں کو پھول کرتا ہے
تُو ہی نافے میں مُشک بھرتا ہے

تُو محبت کو عام کرتا ہے
تُو ہی وحشی کو رام کرتا ہے

تابشِ نقرہ و ذہب میں تُو
ماہ و اختر کی تاب و تب میں تُو

تُو ہے بادِ صبا کی رَو میں بھی
خندۂ زیرِ لَب کی ضَو میں بھی

عشق والوں کے ہر نصاب میں تُو
تُو ہی کچے گھڑے ، چناب میں تُو

تُو ہی شیشہ گروں کے پیشے میں
تُو ہی فرہاد ، تُو ہی تیشے میں

آئنوں میں بھی عکس تیرا ہے
پانیوں میں بھی نفس تیرا ہے

جوئے شیریں سخن میں بھی تُو ہے
خسرو و کوہ کن میں بھی تُو ہے

تُو ہی کیوپڈ سے تیر چلوائے
تُو ہی وینس کے بازو کٹوائے

پرِ جبریل میں ، سمک میں ہے
تُو ہی زُنّار میں ، تِلک میں ہے

تُو ہی سبزے میں ، تُو دھنک میں ہے
تُو زمیں پر ہے ، تُو فلک میں ہے

چشمِ طِفلاں کی بھی چمک میں ہے
تُو ہی ہر فلسفی کے شک میں ہے

چوڑیوں کی کھنک میں بھی تُو ہے
گیسوؤں کی مہک میں بھی تُو ہے

تُو ہی صورت میں ، تُو ہی سیرت میں
تُو ہدایت میں ، تُو نبوّت میں

تُو خلافت میں ، بادشاہت میں
تُو شریعت میں ، تُو طریقت میں

تُو خطابت میں ، تُو امامت میں
تُو ارادت میں ، تُو ولایت میں

تُو فراست میں ، تُو نفاست میں
تُو محبت میں ، تُو لطافت میں

تُو سخاوت میں ، تُو کرامت میں
تُو ہی صحبت میں ، تُو سیاحت میں

تُو ذہانت میں ، تُو متانت میں
تُو ضمانت میں ، تُو امانت میں

تُو قناعت میں ، تُو کفایت میں
تُو شفاعت میں ، تُو رعایت میں

تُو ہی خلوت میں ، تُو ہی جلوت میں
تُو مودّت میں ، تُو عقیدت میں

نرتکی کی لٹک میں بھی تُو ہے
عاشقوں کی لپک میں بھی تُو ہے

صاف ظاہر ، جھلک میں بھی تُو ہے
جن و انس و مَلک میں بھی تُو ہے

ہر کلی کی چٹک میں بھی تُو ہے
زلزلوں کی دھمک میں بھی تُو ہے

آفتابِ تُنک میں بھی تُو ہے
اور آبِ خُنک میں بھی تُو ہے

پتھروں کے گھروں میں بھی ہے تُو
تتلیوں کے پروں میں بھی ہے تُو

کفر و ظلمات سے نکالتا ہے
تُو ہی تالے دلوں پہ ڈالتا ہے

کشف بھی تُو ہے، تُو ہی ہے محجوب
تیرے ہی سب ہیں طالب و مطلوب

علم کے انتساب میں بھی تُو
صاحبانِ کتاب میں بھی تُو

تُو ہی طلحہ کے نیک مقصد میں
تُو ہی مقداد ابنِ اسود میں

اولیا کے بھی تُو پیام میں تھا
قطب و چشتی میں تھا، نظام میں تھا

تُو عبادت میں ، تُو ریاضت میں
معرفت میں ہے ، تُو ہی حکمت میں

تُو ہی عیسائی راہبوں میں بھی
تُو ہی صفّہ کے صاحبوں میں بھی

تُو ہی مصحف میں ، آرسی میں بھی
تُو ہی سلمان فارسی میں بھی

سرِّ مشہود میں بھی تُو ہی تھا
ابنِ مسعود میں بھی تُو ہی تھا

تُو ہی عمار ابنِ یاسِر میں
تُو عبیدہ سے مردِ باہر میں

تُو ہی شہباز[1] کی رلی میں تھا
تُو ہی اجمیر[2] کے ولی میں تھا

تُو شکر گنج[3] ، کی مٹھاس میں بھی
تُو ہی تھا بوعلی[4] کی باس میں بھی

تُو ہی ملتان کے فقیروں میں
تُو ہی مشہد کے باضمیروں مین

تُو بخارا کی خانقاہوں میں
تُو ہی غزنی کی بارگاہوں میں

بُوحنیفہ[5] کی آس بھی تُو ہی
رابعہ[6] کا لباس بھی تُو ہی

شافعی[7] میں تھا، تُو ہی مالک[8] میں
تُو ہی حنبل[9] سے مردِ سالک میں

۱: شہباز قلندرؒ ۲: خواجہ معین الدین چشتیؒ ۳: بابا فرید الدینؒ ۴: بوعلی شاہ قلندرؒ ۵: امام ابوحنیفہؒ
۶: رابعہ بصریؒ ۷: امام شافعیؒ ۸: امام مالکؒ ۹: امام حنبلؒ

رشد میں ، ابنِ تیمیہ میں تُو
کیمیا گر میں ، کیمیا میں تُو

تُو ہی عزت کا دینے والا ہے
تُو ہی ذِلت کا دینے والا ہے

روشنی کے سفیر بھی تیرے
ظلمتوں میں اسیر بھی تیرے

اک عمرؓ کو عظیم کرتا ہے
دوسرا ، جہل ہی میں مرتا ہے

موتیا سا ہو ، یا گلابی ہو
اطلسی ہو ، کہ وہ شہابی ہو

کالی کملی سا ہو ، کہ نیلا ہو
سبز گنبد سا ہو ، یا پیلا ہو

شام سا سرمئی ، کہ بلّوری
وہ بنفشی ہو ، یا ہو انگوری

کتھئی ہو وہ ، چاہے اودا ہو
وہ روپہلا ہو ، یا سنہرا ہو

وہ شفق رنگ ہو ، کہ خاکی ہو
وہ دھنک رنگ ہو ، کہ مہندی ہو

جوگیا ، آسمانی ہو ، فیروزی
جامنی ، اگرئی ، یا نارنجی

پستئی ہو ، کہ ہو وہ بادامی
کیسری ، سُرخ ہو ، کہ عنابی

آتشی ہو ، وہ کاسنی چاہے
دودھیا ہو ، وہ قرمزی چاہے

چمپئی ہو ، کہ ارغوانی ہو
گندمی ، مونگیا ، کہ دھانی ہو

رنگ جتنے بھی کائنات کے ہیں
سب وہ تیری تجلّیات کے ہیں

زیست کے اَنگ اَنگ میں تُو ہے
کیا عجب رنگ ڈھنگ میں تُو ہے

موم میں تُو ہے ، سنگ میں تُو ہے
روشنی میں ہے ، رنگ میں تُو ہے

صوت میں تُو ہے ، چنگ میں تُو ہے
تُو ہی شیشے میں ، زنگ میں تُو ہے

بے دلی میں ، اُمنگ میں تُو ہے
عذر میں، پائے لنگ میں تُو ہے

بے حجابوں میں ، اور ننگ میں تُو
صوفی و رند میں ، ملنگ میں تُو

ساری مخلوق کی فلاح میں بھی
تُو ریاحیں میں ، اور راح میں بھی

زخم میں تُو ، خدنگ میں تُو ہے
تیر میں تو ، تفنگ میں تُو ہے

ایشیا میں ، فرنگ میں تُو ہے
امن میں تُو ہے ، جنگ میں تُو ہے

تُو ہی خوشبو میں ، رُوپ میں تُو ہے
تو ہی سائے میں ، دھوپ میں تُو ہے

تُو ہی فاقوں سے لوگ مارتا ہے
تُو ہی پتھر میں رزق اُتارتا ہے

تُو ہی بارش کے پہلے قطرے میں
تُو ہی ٹڈی دَلوں کے حملے میں

بطنِ مادر کے ہے خزینے میں
تُو ہی ہے موت کے پسینے میں

دلہنوں کے سہاگ میں بھی تُو
اور بیوہ کے بھاگ میں بھی تُو

مرنے والوں کا غم مناتا ہے
تُو ہی شہنائیوں میں گاتا ہے

تُو ہی دیتا ہے سیپ کو موتی
چھین لیتا ہے دیپ سے جوتی

تُو ہی محلوں میں ہے امیروں کے
تُو ہی تکیے میں ہے فقیروں کے

تُو ہی محرومیوں کے کھیل میں ہے
تُو ہی دولت کی ریل پیل میں ہے

تُو ہی سڑکوں پہ ، ہاکروں میں ہے
تُو ہی بنکوں کے لاکروں میں ہے

تُو پہاڑوں کی چوٹیوں میں ہے
تُو بھکاری کی روٹیوں میں ہے

تُو ہی شیروں کی ہے کچھاروں میں
تُو ہی ہے ، ہرنیوں کی ڈاروں میں

تُو ہی طاقت میں ، تُو اَنا میں ہے
تُو ہی بے کَس کے دست و پا میں ہے

سنگ خارا میں ، تُو ہی ریشم میں
زہر میں تُو ہے ، تُو ہی زمزم میں

تُو ہی کانٹوں میں ، تُو ہی شبنم میں
تُو ہی زخموں میں ، تُو ہی مرہم میں

تُو ہی کائی جمائے پانی پر
تُو ہی پنکج کھلائے پانی پر

برق و باراں کے تازیانوں میں
تُو ہی چڑیوں کے آشیانوں میں

تُو ہی آتش فشاں کے لاوے میں
تُو ہی اینٹوں میں ، تو ہی آوے میں

تُو ہی کوزہ گروں کے چاک میں ہے
تُو ہی تو دستِ تابناک میں ہے

تُو ہی مزدور کی تکان میں ہے
تُو ہی محنت کی آن بان میں ہے

تُو شکار ، اور تُو مچان پہ ہے
تُو ہی چارہ ہے ، تُو ہی بان پہ ہے

تُو ہر اک مامتا کے منظر میں
تُو ہی آنچل میں ، تُو ہی چادر میں

مامتا کو اُبھارتا ہے تُو
دودھ ماں پر ، اُتارتا ہے تُو

لشکر و فیل بھی تو تیرے تھے
اور ابابیل بھی تو تیرے تھے

حسن اور حسنِ بے پناہ میں تُو
عشق اور عشقِ بے کلاہ میں تُو

تُو اماوس میں ، ماہ میں تُو ہے
ہر سفید و سیاہ میں تُو ہے

کوہ میں تُو ہے ، کاہ میں تُو ہے
تُو فقیروں میں ، شاہ میں تُو ہے

مرگ میں تُو ، بیاہ میں تُو ہے
واہ میں تُو ہے ، آہ میں تُو ہے

دار پر تُو ہے ، چاہ میں تُو ہے
تُو ہی منزل پہ ، راہ میں تُو ہے

وادیءِ بے گیاہ بھی تُو ہے
تُو ہی اوجھل ، نگاہ بھی تُو ہے

حکم بھی ، انتباہ بھی تُو ہے
تو ہی منصف ، گواہ بھی تُو ہے

حرف بھی تُو ، کتاب بھی تُو ہے
امتحاں بھی ، نصاب بھی تُو ہے

تُو ہی واحِد بھی ، بے شمار بھی تُو
تُو ہی مرکز بھی ہے ، مدار بھی تُو

تُو نہاں بھی ہے ، آشکار بھی تُو
راز بھی تُو ہے ، رازدار بھی تُو

سرو بھی تُو ہے ، اور چنار بھی تُو
نور بھی تُو ہے ، اور نار بھی تُو

تُو خزاں میں ، بہار میں تُو ہے
پھول میں تُو ہے ، خار میں تُو ہے

تخت میں تُو ہے، دار میں تُو ہے
جیت میں تُو ہے، ہار میں تُو ہے

تُو ہے مرکب میں ، اور سوار میں تُو
نقد میں تُو ہے ، مستعار میں تُو

مے تری ، بادہ خوار تجھ سے ہے
تیرا ساقی ، خمار تجھ سے ہے

ہر رُخِ زرنگار تجھ سے ہے
ہر دلِ داغ دار تجھ سے ہے

تجھ سے نغمہ ہے ، تجھ سے نغمہ نگار
تُو ہی جھونکا ہوا کا ، تُو مہکار

تُو ہی لب بستہ ، تُو ہی ہے گفتار
تُو ہی دروازہ ، تُو ہی ہے دیوار

عطر بھی تُو ہے ، تُو ہی ہے عطار
تُو طبیب ، اور تُو ہی ہے بیمار

تُو ستارے میں ہے ، سِتار میں تُو
تُو غبارے میں ہے ، غبار میں تُو

بے سکونی میں تُو ، قرار میں تُو
اوس میں بھی ہے تُو ، شرار میں تُو

جھیل میں تُو ہے ، آبشار میں تُو
دشت میں ، بحرِ بے کنار میں تُو

تُو ہی مٹی میں ہے ، کمہار میں تُو
تُو ہی سونے میں ہے ، سنار میں تُو

حسن اور اعتبار تجھ سے ہے
عشق اور اختیار تجھ سے ہے

تیرے موسم ، نظارے تیرے ہیں
تیرے دریا ، کنارے تیرے ہیں

تُو مذاقِ سلیم میں بھی ہے
تُو جدید و قدیم میں بھی ہے

تان سینوں کی تان میں تُو ہے
بیتھووِن کی اُڑان میں تُو ہے

تُو ہی بیجو کی راگنی میں ہے
تُو ہی نیرو کی بانسری میں ہے

تُو ہی نوشاد کے سُروں میں ہے
تُو ہی خورشید کی دھُنوں میں ہے

تُو نے دادا بنا دیا برمن
تُو نے روشن کیا مدن موہن

تُو ہی سرگم کے ہر کمال میں تھا
تُو بھگت رام ، جین لال میں تھا

تُو ہی چشتی میں، اور خیام میں تھا
تُو ہی فیروز ، اور شیام میں تھا

تُو عنایت میں ، تُو ہی حیدر میں
تُو ہی عطرے میں ، تُو ہی صفدر میں

کیرتن میں ہے تُو ، بھجن میں تُو
تُو ہی شنکر میں ، جے کشن میں تُو

سُر میں تُو ، لَے میں ، اور تال میں تُو
لکشمی کانت پیارے لال میں تُو

اختری بائی جیسی بلبل میں
تُو ہے سہگل ، کِشور ، صُلصُل میں

اُمِ کلثوم کے گلے میں تو
روشن آرا کے نرخرے میں تو

تُو رفیع و سمن کے پردے میں
تُو ہی شمشاد ، تو مناڈے میں

تو ہی صوت و صدا کے دیش میں ہے
تو ہی طلعت میں ، تو مکیش میں ہے

تو ہی درباری ، دادرا ، کلیان
تو ہی کنگ کول ، تو ہی نور جہان

تو لتا کو لتا بناتا ہے
تو ہی مہدی حسن میں گاتا ہے

گیت آشا تجھے سناتی ہے
عابدہ بھی تجھے ہی گاتی ہے

تو ہی نصرت فتح علی میں ہے
یعنی اس کی ہنر ولی میں ہے

جے جے ونتی کی تو الاپ میں ہے
تو ہی باگیشری کی جاپ میں ہے

تُو ہی کسبِ کمال میں بھی ہے
تُو ہی لحنِ بلال میں بھی ہے

تُو ہی دھرپت میں ، تُو ہی ٹھمری میں
تُو ہی کوئل میں ، تُو ہی قمری میں

تُو جو چاہے تو ، سحر ہوجائے
سُن کے ایمن کو جاگتا سوجائے

تیری ملہار جب کوئی گائے
آسماں سے تُو میگھ برسائے

جب کوئی چھیڑے تیرا دیپک راگ
تُو جلا دے بجھے چراغ میں آگ

تُو ہی مضراب میں ہے ، تار میں تُو
وائلن میں بھی تُو ، گٹار میں تُو

تُو ہی پھولوں میں رنگ بھرتا ہے
تُو ہی پیڑوں کو سبز کرتا ہے

سبز شاخوں میں آگ بھی تجھ سے
بانسری میں ہیں راگ بھی تجھ سے

تُو ہی کلیوں کے ، آنکھ ملنے میں
تُو ہی بادِ سحر کے چلنے میں

تُو ہی غنچوں کی ہر چٹک میں ہے
ڈالی ڈالی کی تُو لٹک میں ہے

تُو ہی پھولوں کے نرم تن میں ہے
کانٹے کانٹے کی تُو چبھن میں ہے

تُو ہی بچوں کے بھولپن میں ہے
تُو ہی ہے ، شہد میں ، لبن میں ہے

تُو جوانوں کے بانکپن میں ہے
اور بوڑھوں کی تُو تھکن میں ہے

تُو ہی زنجیر کی کڑی میں ہے
تُو ہی پھولوں کی ہر لڑی میں ہے

تُو ہی شاخوں کی بھیڑ بھاڑ میں ہے
تُو ہواؤں کی چھیڑ چھاڑ میں ہے

تُو ہی مٹی کی باس میں موجود
تُو ہی تنکوں میں ، گھاس میں موجود

رمزِ 'والتین' کے سرور میں تُو
تُو ہی زیتون میں، کھجور میں تُو

تُو ہی انگور کے ہے خوشے میں
تُو ہی گلشن کے گوشے گوشے میں

تُو عسل میں ہے ، تُو مگس میں ہے
تُو ہی پھولوں پھلوں کے رَس میں ہے

تُو ہی بھنوروں کی ہاؤ ہُو میں ہے
تُو ہی کلیوں کی آبرو میں ہے

تُو ہی رخسارِ گل کے تِل میں ہے
تُو ہی تو چیونٹیوں کے بِل میں ہے

تُو چلائے گھڑی کی سوئی کو
تُو اگائے زمین سے روئی کو

سبزیاں تیری ، پھل بھی تیرے ہیں
کھیتیاں تیری، ہل بھی تیرے ہیں

بھوک بھی تو ، اناج بھی تُو ہے
روگ بھی تُو ، علاج بھی تُو ہے

تو ہی طبلے کی تھاپ میں بھی ہے
تو ہی مالا کے جاپ میں بھی ہے

تو ہی پائل کی تال پر گائے
تو ہی پربت سے بھی اتر آئے

تو ہی برہا کے گیت گاتا ہے
تو ہی سجنی سے ملنے جاتا ہے

تو 'فیکون' بھی ہے ، 'کُن' بھی تو
گیت بھی، ساز بھی ہے، دُھن بھی تو

تو ہی گندم کی بالیوں میں ہے
تو ہی پتوں کی تالیوں میں ہے

بیج سے فصل تو اُگاتا ہے
تو درختوں میں پھل لگاتا ہے

فصل بھی توُ ، خراج بھی توُ ہے
اصلِ زر توُ ، بیاج بھی توُ ہے

فرد بھی توُ ، سماج بھی توُ ہے
کل بھی تیرا تھا ، آج بھی توُ ہے

توُ زمیں میں ہے ، توُ زماں میں ہے
جسم میں توُ ہے ، توُ ہی جاں میں ہے

توُ ہی سانسوں کے آنے جانے میں
توُ ہی ہر دور ، ہر زمانے میں

حَیّ و قیّوم صرف ذات تری
غیر فانی ہیں ، سب صفات تری

صبح تجھ سے طلوع ہوتی ہے
شام تجھ سے شروع ہوتی ہے

تُو ہی ، ہر ایک شے کی ابجد میں
تُو ہی ، ہر شے کی آخری حد میں

صوم میں تو ، صلوٰۃ میں تُو ہے
دوپہر میں ہے ، رات میں تُو ہے

تُو ہی پانی بھی ، پیاس بھی تُو ہے
تُو بدن بھی ، لباس بھی تُو ہے

تُو مَہد میں بھی ہے ، لَحد میں بھی
تُو ہی اعداد میں ، عدد میں بھی

جاری ساری ہے تُو اَب ، وجد میں
تُو ہی ہر جُزر میں، ہر اک مد میں

تُو ہی لَو میں ہے ، تُو ہی لَے میں ہے
تُو ہی نشے میں ، تُو ہی مے میں ہے

میکدہ بھی ، ایاغ بھی تُو ہے
تو ہی کھلیان ، باغ بھی تُو ہے

تُو ہوا بھی ، چراغ بھی تُو ہے
تُو ہی دل ہے ، دماغ بھی تُو ہے

مسکراہٹ میں ، آنسوؤں میں تُو
تتلیوں اور جگنوؤں میں تُو

تُو پرندوں کے چہچہانے میں
تُو ہی فطرت کے مسکرانے میں

غم کے ماروں کی ، تُو ہی آہ میں ہے
روگی بوڑھوں کی تُو کراہ میں ہے

تُو ہی بچوں کی چلبلاہٹ میں
تُو حسینوں کی مُسکراہٹ میں

تُو ہی گلشن کی خوشبوؤں میں ہے
تُو ہی شبنم کے آنسوؤں میں ہے

تُو زمینوں کو کھینچ لیتا ہے
تُو ہی رسی کو ڈھیل دیتا ہے

تُو نیا موڑ ہر کہانی میں
تجھ سے رونق ہے زندگانی میں

تُو ہی رہبر ہیں ، کارواں میں تُو
دھوپ میں تُو ہے ، سائباں میں تُو

تُو ہی دہقان کا دفینہ ہے
تُو ہی مزدور کا پسینہ ہے

تُو رقم بھی ، رقمطراز بھی تُو
ناز بھی تُو ہے ، بے نیاز بھی تُو

تُو ہی عرشِ بریں پہ سجتا ہے
بادلوں میں تُو ہی گرجتا ہے

تُو ہی تحت الثرا میں رہتا ہے
بن کہ تُو آبشار ، بہتا ہے

تُو ارادوں کا توڑنے والا
تُو دلوں کا ہے جوڑنے والا

کائناتِ لسانیات میں ہے
تُو حروفِ مقطّعات میں ہے

تُو ہی ہے اَبر ، اور رعد بھی تُو
تُو ہی پہلے الف سے ، بعد بھی تُو

تُو ہی معبود بھی ، عباد بھی تُو
تُو ہی بھُولا ہوا بھی ، یاد بھی تُو

تو ہی تصنیف کے عمل میں ہے
تو ہی تالیف کے عمل میں ہے

تو ہی تقلید بھی سکھاتا ہے
تو ہی تنقید بھی سکھاتا ہے

تو ہی تائید بھی سکھاتا ہے
تو ہی تردید بھی سکھاتا ہے

تو عرب کی زبان دانی میں
تو عجم کی ہے بے زبانی میں

الف لیلیٰ کی داستاں میں تو
بھولے بسرے ہوئے جہان میں تو

تو حقائق میں ، تو ہی افسوں میں
تو چناں و چنیں میں ، اور چوں میں

تو ہی سقراط کے پیالے میں
تو ہی سچ کے ہر اک حوالے میں

تو ہی لقمان ، جالینوس میں تو
تو ہی اجمل میں ، بطلیموس میں تو

تو غزالی میں ، ابنِ سینا میں
تو ہی رازی کی چشم بینا میں

ہے کرم سے تیرے عظیم و جلی
شاعری کعب بن زُہَیر کی بھی

تو ہی حافظ میں ، تو ہی سعدی میں
تو رواحہ میں ، تو بصیری میں

تو ہی بیدل میں ، ذوق و غالب میں
تو ہے احمد رضا میں ، طالب میں

تو ہی خیام اور خاقانی
ہے تو ہی عنصری و قاآنی

تو ہی رومی میں ، تو ہی جامی میں
تو ہی لفظوں کی خوش خرامی میں

تو ہی اقبال ، تو ہی باہو میں
تو فلاطوں میں ، تو ارسطو میں

بے خودی کے خروش میں بھی ہے
تو خودی کے سروش میں بھی ہے

تو ہی حسان کی زبان میں ہے
تو ہی ٹیگور تے بیان میں ہے

تو ہی وارث کی ہیر میں رقصاں
تو نصیر ، اور میر میں رقصاں

قائم و سودا کے سخن میں ہے
شیخ ناسخ کے شعر و فن میں ہے

تو ہی بلھے کی ، کافیوں میں ہے
تو سخن موشگافیوں میں ہے

تو ہی خوشحال خاں خٹک میں ہے
بابا رحمٰن کی لٹک میں ہے

شمس تبریز کے خیالوں میں
تو بھٹائی کے ہے رسالوں میں

داغ میں ہے، امیر میں بھی ہے
تو انیس و دبیر میں بھی ہے

آتش و مصحفی ، ولی میں بھی
جراًت و رند میں ، صفی میں بھی

تو ہے اصغر میں اور فانی میں
تو سلیمان میں ہے ، شبلی میں

نا امیدی بھی تو ، امید بھی تو
تو کبیرا بھی ہے ، فرید بھی تو

افسر صابری۱؎ کی آس میں بھی
تو ہی تلسی میں ، کالیداس میں بھی

تو جگر میں ہے ، تو ہی مومن میں
تو ہے گوگول اور پشکن میں

تو ہے احساں۲؎ کے علم و فن میں بھی
تو ہے سیماب۳؎ کے سخن میں بھی

تو ہی مدہوش ، اور ہوش میں بھی
شاعرِ انقلاب ، جوش۴؎ میں بھی

۱؎ محدث و مفسرِ قرآن، مولانا حافظ محمد اسحاق افسر صابری، جانشین بیخود دہلوی ۲؎ احسان دانش
۳؎ سیماب اکبرآبادی ۴؎ جوش ملیح آبادی

Scanned with CamScanner

تُو رئیس[1] و صبا[2]، قمر[3] میں بھی
تُو ہی اختر[4] میں بھی، اثر[5] میں بھی

تُو ہی حسرت[6] کی شاعری میں ہے
تُو یگانہ[7] کی ساحری میں ہے

بوالاثر کے سبھی ترانوں میں
تُو ہی منٹو کے سب فسانوں میں

تُو ہی جبران کے بھی دفتر میں
تُو ہی ہومر کے 'لاسٹ سُپر' میں

تجھ سے محشر[8]، فراق[9] کی شہرت
تُو ہی ملٹن کی 'گم شدہ جنت'

کیٹس، شیلی کے ہے خمیر میں تُو
اور نظیری سے بے نظیر میں تُو

[1] تا [9]: رئیس امروہوی، صبا اکبرآبادی، قمر جلالوی، اختر شیرانی، اثر لکھنوی، حسرت موہانی، یگانہ چنگیزی، محشر بدایونی، فراق گورکھپوری

Scanned with CamScanner

ورڈزورتھ میں ، بائرن میں تو
تو سمن زار میں ، سمن میں تو

نظم لکھوائے لانگ فیلو سے
نثر لکھے تری ہیمنگوے

شیکسپیئر کے ہر ڈرامے میں
تو ہی قرطاس ، تو ہی خامے میں

میکسم گورکی کی "ماں" میں تو
ٹالسٹائی میں ، موپساں میں تو

تو ہی برنارڈشا کی سچائی
تو ہی چیخوف کی توانائی

ای ۔ اے پو میں ہے ، ہارڈی میں تو
تو تجسس ، کشادگی میں تو

تو فرائڈ کی جنسیات میں ہے
تو رسل کے تفکرات میں ہے

فیض میں ، قاسمی میں ، ساغر میں
تو ہی تابش میں ، تو ہی جوہر میں

تو ہی عشقی میں ، تو ہی عالی میں
تو ہی دل میں ہے ، تو ہی حالی میں

تو ہی ہے سیف میں ، ایاز میں تو
تو ہی امجد میں ، اور فراز میں تو

تو سلیم[۱] و ضیا[۲] ، منیر[۳] میں بھی
شاعرِ بے بدل ، نظیر[۴] میں بھی

تو ہی رکھے کرشن چندر کو صاف
اس کی تحریر کو دیے اوصاف

۱ مشہور نقاد اور شاعر سلیم احمد ۲ ضیا جالندھری ۳ منیر نیازی ۴ نظیر اکبر آبادی

محسن اعظم[1] ملیح آبادی
ہے ضیا بار شاعری جس کی

تو محبت کی پیش رفتی میں
صہبا اختر کی دیس بھگتی میں

شوق[2] و مجروح[3] میں ، تو جاذب[4] میں
تو ہی سرشار[5] ، تو ہی جالب[6] میں

تو ہی بیدی پہ سوچ کی برپا
تو ہی 'عینی' کی ''آگ کا دریا''

بیخودِ دہلوی[7] کی تو آواز
تو ہی مفتی کو ، کرتا ہے ممتاز

تو ہی لفظوں میں پیاس رکھتا ہے
تو ہی ''نسلیں، اداس'' رکھتا ہے

[1] مشہور شاعر، خیام ثانی، محسن اعظم محسن ملیح آبادی [2] تا [6]: رضی اختر شوق، حسین مجروح، جاذب قریشی، سرشار صدیقی، حبیب جالب [7]: وحید العصر، بیخود دہلوی، جانشین داغ دہلوی

تُو وَرا بھی ہے ، ماورا بھی تُو
تُو ہی اشفاق[1] ، قدسیہ[2] بھی تُو

تُو فسانہ نگار ، عصمت[3] میں
اس کی تحریر کی ہے لذت میں

خاکے سارے ، مجید احمد[4] کے
ہیں مناظر جمالِ بے حد کے

معرفت کی شراب میں تُو ہے
قدرت اللہ شہاب میں تُو ہے

تُو حمید نسیم[5] میں بھی ہے
تُو ظہیر[6] و کلیم[7] میں بھی ہے

شاعر[8] و طاہر[9] و سرور[10] میں تُو
جوَن[11] میں ، انورِ شعور[12] میں تُو

۱ ، ۲ ، ۳ : ناول و افسانہ نگار ۴ : مشہور خاکہ نگار مجید احمد ۵ تا ۱۲ : حمید نسیم ، مشہور نقاد و ادیب۔ ظہیر کاشمیری۔ کلیم عثمانی۔ شاعر لکھنوی۔ طاہر سلطانی۔ سرور بارہ بنکوی۔ جون ایلیا۔ انور شعور

تُو ہی راغب[۱] میں ، محسن اعظم[۲] میں
تُو ہی ساجد[۳] میں ، تُو ہی شبنم[۴] میں

تُو حنیف اسعدی کی نعت میں ہے
تُو ہی تائب کی بات بات میں ہے

تُو ہی پروین[۵] و شاہدہ[۶] میں ہے
نجمہ خان[۷] ، اور سعدیہ[۸] میں ہے

اکبرِ[۹] پُر بہار میں بھی ہے
تُو دلاور فگار میں بھی ہے

تُو ہی لفظوں کی چاشنی میں ہے
تُو ہی مشتاق یوسفی میں ہے

ابنِ انشا کی چٹکیوں میں تُو
زعفراں زار سسکیوں میں تُو

۱۔ راغب مرادآبادی ۲۔ محسن اعظم ملیح آبادی ۳۔ ساجد علی ساجد ۴۔ شبنم رومانی ۵۔ پروین شاکر
۶۔ شاہدہ ساجد علی ۷۔ نجمہ خان ۸۔ سعدیہ حریم ۹۔ اکبر الہ آبادی

تو ہی مشفق کے گہرے طنز میں ہے
تو ہی پطرس کی رمز رمز میں ہے

تو ہی ادراک ناقدوں کا ہے
تو ہی احساس شاعروں کا ہے

تو ہی تنقید کے گداز میں ہے
سحر[1] و محسن[2] و نیاز[3] میں ہے

تو ہی ابنِ صفی[4] کی دُنیا میں
عسکری[5] اور وزیر آغا میں

شاہ یونس[6] کا فنِ خطاطی
تو ہی رنگینیوں کی خیاطی

تجھ سے روشن ہیں سب ہی تصویریں
تیرے جلوے ہیں ، سب ہی تحریریں

۱، ۲، ۳: سحر انصاری، محسن اعظم ملیح آبادی، نیاز فتح پوری (شاعر و نقاد) ۴: مشہور ناول نگار
۵: مشہور نقاد ۶: یونس علی شاہ کاظمی (مصور و خطاط)

تجھ سے ہیں ، صادقین و چغتائی
تو اللہ بخش کی ہے گہرائی

تجھ سے گل جی میں ، حسنِ نقاشی
تو مصوّر کی ہے ضیا پاشی

مائیکل اینجلو کے سنگ میں تو
اور پکاسو کے انگ انگ میں تو

کینوس تیرے ، تیرے منظر ہیں
تیرے پیمانے ، تیرے مسطر ہیں

سب برش تیرے ، تیرے ایزل ہیں
رنگ تیرے ہیں ، تیرے ماڈل ہیں

نقش بھی تیرے ہیں ، نگار بھی تو
چتر میں بھی ہے ، چترکار بھی تو

کہکشاؤں کا جال تجھ سے ہے
اور ستاروں کی چال تجھ سے ہے

ہر خسوف و کسوف تجھ سے ہے
حرکت اور وقوف تجھ سے ہے

بادلوں کی اُڑان میں تُو ہے
ناؤ میں ، بادبان میں تُو ہے

تُو ہی پرچم ، ہوا کا لہرائے
ابرِ رحمت بھی تُو ہی برسائے

رقصِ پروانہ وار میں بھی تُو
اور کونجوں کی ڈار میں بھی تُو

تُو ہی پستی میں ، تُو ہی اَوج میں ہے
تُو سکوں میں ہے، تُو ہی مَوج میں ہے

گھٹتا بڑھتا قمر تجھ ہی سے ہے
مقناطیسی اثر تجھ ہی سے ہے

جزر تجھ سے ہے ، مد بھی تجھ سے ہے
بیکراں تو ہے ، حد بھی تجھ سے ہے

تو ہی وہم و یقین کے قول، میں ہے
تو ہی روشن 'بلیک ہول' [1] میں ہے

شب کی بیداریوں میں بھی تو ہے
نیند سے یاریوں میں بھی تو ہے

دن میں ، شب میں ، نشانیاں تیری
چار سو ہیں ، کہانیاں تیری

تو پہاڑوں کو کیل دیتا ہے
تو ہوا سے خراج لیتا ہے

1: Black Hole

بادلوں میں ہے تو ہی ساون کے
منظروں میں ہے تو ہی گلشن کے

تو مئی کی بھی گرمیوں میں ہے
تو دسمبر کی سردیوں میں ہے

جنوری اور جُون میں بھی تو
سرد اور گرم خون میں بھی تو

تو بہاروں کی بھی پَوَن میں ہے
تو ہی پت جھڑ کے سوکھے پن میں ہے

گرمیوں میں تو لُو چلاتا ہے
سارے موسم تو ہی بناتا ہے

تو حضر میں بھی ہے ، سفر میں بھی
گھر سے باہر بھی ہے ، تو گھر میں بھی

تو بلندی میں ، تو ہی پستی میں
تو ہی جنگل میں ، تو ہی بستی میں

تو ہی قوسِ قزح کے جھولوں میں
تو ہی صحراؤں کے بگولوں میں

آسمانوں کی برف میں بھی ہے
تو ہی قلزم کے ظرف میں بھی ہے

ریگ زاروں کا تو سراب بھی ہے
تیری مخلوق زیرِ آب بھی ہے

زندگی تجھ سے ہے چرندوں میں
تجھ سے پرواز ہے پرندوں میں

تو ہی چقماق کے شرر میں ہے
تو ہی تریاق کے اثر میں ہے

تو ہی اسباب بھی ، عِلَل بھی تو
تو پہیلی بھی ، اور حل بھی تو

تو ہی پانی فضا سے برسائے
تو ہی پانی پہ لوہا تیرائے

ریل دھرتی پہ تو چلاتا ہے
تو ہوا میں جہاز اُڑاتا ہے

تو ہی 'اے۔ سی' کے ٹھنڈے کمرے میں
تو ہی 'ٹیلی وژن' کے پردے میں

تو ہی بجلی گھروں کی جگمگ ہے
تو ہی کمپیوٹروں کی رگ رگ ہے

جب سے پہیہ بنا دیا تو نے
ایک چکر چلا دیا تو نے

آسماں بھی ترے ، زمینیں بھی
آدمی بھی ترے ، مشینیں بھی

راز جتنے تھے ، تو نے بتلائے
علم جتنے تھے ، تو نے سکھلائے

تو ہی بگڑی سنوارنے والا
تو ہی بخت بگاڑنے والا

غم سے انجان بھی رکھے تو ہی
اور پریشان بھی رکھے تو ہی

تو نے سارے جہان پیدا کیے
یہ زمین ، آسمان پیدا کیے

تو ہی تسنیم کی روانی میں
تو ہی کوثر کے میٹھے پانی میں

تُو ہی چشموں میں ، آنسوؤں میں تُو
تُو سرابوں میں ، بادلوں میں تُو

تُو ہی کاریز ، ندیوں میں تُو
آب جو ، اور جوہڑوں میں تُو

تُو ہی جھرنوں میں ہے ، گھڑوں میں تُو
تُو ہی تالاب ، آبلوں میں تُو

برف میں تُو ، سمندروں میں تُو
آبشاروں میں ، کھاڑیوں میں تُو

تُو ہی دریاؤں میں ، کنوؤں میں تُو
تُو خلیجوں میں ، بارشوں میں تُو

تُو ہی نہروں میں ، تُو ہی جھیلوں میں
تُو محرّم کی ہے سبیلوں میں

سندھ کی تند خوئی میں تو ہے
نیل کی نرم روئی میں تو ہے

تجھ سے کاویری بھیک مانگتا ہے
پاؤں تیرے چناب چاٹتا ہے

جیحوں اور والگا کناروں میں
تو ہی بس بستی ہی کے دھاروں میں

تیرا غیظ و غضب ہے گنگا میں
باڑھ تجھ ہی سے آئے جمنا میں

تجھ ہی سے ڈینیوب میں پانی
تجھ سے ایراوتی میں طغیانی

تو ہی ستلج کی ہر تباہی میں
تو ہی دجلہ میں ، تو ہی راوی میں

تیرا ہی سین ، تیرا ایمیزن
تیرا ہی ٹیمز ، تیرا ہی ہڈسن

ینگ سی کیانگ میں ، بیاس میں ہے
تُو کنارِ فرات ، پیاس میں ہے

اوقیانوس کی بڑائی میں
بحرِ اسود کی روشنائی میں

بحرِ احمر کی سرخیوں میں تُو
بحرِ کاہل کی سستیوں میں تُو

تُو ہی وکٹوریہ کے زور میں ہے
تُو ہی تُو نیاگرہ کے شور میں ہے

ڈل کی پریوں کی ہوک میں تُو ہے
جھیلِ سیف الملوک میں تُو ہے

تو ہمالہ کے سرد غاروں میں
تو صحارا کے ریگ زاروں میں

تو ہی تبت کی چھت پہ بیٹھا ہے
ٹنڈرا میں بھی تو ہی رہتا ہے

تو ہی ترکی کی مسجدوں میں ہے
تو ہی متھرا کے مندروں میں ہے

ویٹیکن کے ہے اعتراف میں تو
اور کعبہ کے بھی طواف میں تو

بیت الاقدس میں ہے قیام ترا
پنجہ صاحب سے بھی ہے نام ترا

چھ مہینے کے دن میں ، رات میں ہے
تو ہی قطبین کی سمات میں ہے

تجھ سے متھرا کے سنت ، سادھو ہیں
تجھ سے بنگال کے بھی جادو ہیں

تُو ہی ڈھاکا کے ، کاجلوں میں ہے
تُو ہی رانچی کے ، بادلوں میں ہے

تُو سیاچن کی سردیوں میں ہے
تُو ہی سِبّی کی گرمیوں میں ہے

تُو ہی لکھوائے شاعروں سے غزل
تُو ہی بنوائے سارے تاج محل

تُو ہی ایلورا کی فضاؤں میں
تُو اجنتا کی ہے گپھاؤں میں

بابل و نینوا کے باغوں میں
تُو موہنجودڑو کے رازوں میں

تجھ ہی سے ٹیکسلا کے ہیں آثار
تجھ سے قائم ہے چین کی دیوار

تو ہی بوالہول کی ہے ہیبت میں
تو ہی اہرام کی ہے عبرت میں

تو ہی پیسا کے جھکتے ٹاور میں
تو ہی رہتا تھا دستِ آذر میں

ہر غلامی کی رُت میں بھی تو ہے
اور لبرٹی کے بُت میں بھی تو ہے

تو ہی ایتھوپیا مکینوں میں
تو ہی ڈزنی کی سرزمینوں میں

مونالیزا کی مسکراہٹ میں
تو ہی پیرس کی جگمگاہٹ میں

صبح کے ، شام کے ستارے میں
تو ہی ایفل کے ہے منارے میں

نوترے ڈیم میں ہے ، بگ بن میں
تو ہی ڈالر ، فرانک میں ، ین میں

تو ہی علم و ہنر کا مظہر ہے
کیمبرج تو ہے ، تو ہی ازہر ہے

آکسن بھی تری پناہ میں ہے
تو ہی ہاورڈز درس گاہ میں ہے

تو ہی میڈم تساد کے فن میں
تو ہی آئن سٹین کے من میں

تھا ایڈیسن کے رت جگوں میں تو
اور نیوٹن کے تجربوں میں تو

تجھ ہی سے جوہری توانائی
تجھ ہی سے ذرّے کی ہے برنائی

تو ہی ایٹم کے جسم و جاں میں ہے
تو ہی عبدالقدیر خاں میں ہے

فیثا غورث کے مسئلوں میں تو
فلسفیوں کے فلسفوں میں تو

سارے سائنسی شعبدوں میں تو
سب ریاضی کے کرتبوں میں تو

منطقی کی ، ہے منطقوں میں تو
ذہن کی ساری اُلجھنوں میں تو

ناظروں کے مناظروں میں تو
ذاکروں کے مذاکروں میں تو

عالموں کے مکالموں میں تو
طالبوں کے مطالعوں میں تو

اہلِ دانش کے مشوروں میں تو
اہلِ بینش کے تجربوں میں تو

عقل کے سارے فیصلوں میں تو
عشق کی ساری جھنجھٹوں میں تو

ناقدوں کے ہے تجزیوں میں تو
شاہدوں کے مشاہدوں میں تو

عشق کی ساری فرقتیں تجھ سے
حسن کی ساری قربتیں تجھ سے

سب فقیروں کی محفلوں میں تو
سب غریبوں کی منزلوں میں تو

سالکوں کی ہے جلوتوں میں تُو
عارفوں کی ہے خلوتوں میں تُو

اولیاء کی ولایتوں میں تُو
انبیاء کی ہے نبوّتوں میں تُو

تُو صحیفوں میں ، آیتوں میں تُو
اور اُن کی صراحتوں میں تُو

شاعروں میں ، صحافیوں میں تُو
سب ردیفوں میں ، قافیوں میں تُو

اہلِ زر کے خزینے تجھ سے ہیں
مفلسوں کے سفینے تجھ سے ہیں

عزمِ جنگ و جدال میں تُو ہے
صلح میں تُو ، جلال میں تُو ہے

آسمانوں کی رفعتوں میں تُو
کائناتوں کی وسعتوں میں تُو

شرق و غربین میں بھی تُو ہی ہے
قاب قوسین میں بھی تُو ہی ہے

جنگ کا راستہ بھی تجھ ہی سے
امن کی فاختہ بھی تجھ ہی سے

'اللہ ہُو' کی ہر اک الاپ میں تُو
قلبِ درویش کی ہے جاپ میں تُو

ساز و سامانِ جنگ میں بھی تُو
اور تاوانِ جنگ میں بھی تُو

تُو ہی ہر فتح کی مسرت میں
تُو ہی جنگوں کی ہے ہزیمت میں

تُو غنیمت کے مال میں بھی ہے
تُو شکست و ملال میں بھی ہے

تُو سجاتا ، بگاڑتا بھی ہے
تُو ہی دنیا اُجاڑتا بھی ہے

کتنے چہروں کو تُو کرے نابود
کتنی سوچوں کو بخشتا ہے وجود

کورو ، پانڈو کے روبرو تُو تھا
پانی پت میں بھی دوبدو تُو تھا

یوم فرقاں ، بدر میں تُو ہے
ہر اک انساں کے صدر میں تُو ہے

تُو اُحد کے ہر ایک غازی کا
تھا مددگار و حوصلہ آرا

فتح روم اور قرطبہ میں تھا
تو ہی صلح حدیبیہ میں تھا

مشتِ خاکی میں ہے اثر تو ہی
اس کی عظمت میں جلوہ گر تو ہی

طارق ابن زیاد میں بھی تو
اس کے تھا اعتماد میں بھی تو

اس کو اندلس میں کامیاب کیا
اُس کو جرنیل ، لاجواب کیا

تو ہی تابندہ بستیوں میں ہے
تو بلندی میں ، پستیوں میں ہے

ابنِ قاسم کے جنگ جُو میں تو
اور ٹیپو کے تھا لہو میں تو

جنگِ سسلی میں تو ، دمشق میں تو
تُو ہی نپولین کا واٹر لو

تُو ہلاکو کے ہر سپاہی میں
تُو ہی بغداد کی تباہی میں

حسنِ ظن اور بدظنی میں تو
بے دِلی اور دل دہی میں تو

تُو ہی محمود میں ، ایاز میں تو
تُو ممولے میں ، شاہباز میں تو

تُو ہی کوفی میں ، تُو ہی شامی میں
تُو ہی کشمیر کی غلامی میں

تُو ہی افغانیوں کی غیرت میں
تُو ہی مغلوں کے نقشِ عبرت میں

تُو سپاہِ یزیدی میں بھی ہے
تُو ہی ستار ایدھی میں بھی ہے

سومناتوں کو بھی گراتا ہے
بابری مسجدیں بھی ڈھاتا ہے

صنعتی انقلاب میں بھی تو
اضطراری عذاب میں بھی تو

تُو ہی ڈائر سے بدماغ میں ہے
تُو ہی جلیانوالا باغ میں ہے

ماسکو میں بھی ، تُو ہی برلن میں
تُو ہی ہٹلر میں ، تُو سٹالن میں

گیدڑ اور لومڑی کے کھیل میں تُو
مونٹگمری میں تُو ، رومیل میں تُو

ہیروشیما میں خاک اڑاتا ہے
تو نئے شہر بھی بساتا ہے

ناگاساکی پہ بم گراتا ہے
تو ہی صحرا میں گل کھلاتا ہے

تو ہی امریکیوں کی چالوں میں
خیر و شر کی تو ہی مثالوں میں

تو نفاقوں میں ، افتراقوں میں
تو ہی افریقیوں کے فاقوں میں

ہنڈ گرینیڈ[1] میں ، نپام[2] میں تو
کوریا اور ویت نام میں تو

آب دوزوں میں ، کشتیوں میں تو
تو مزائل میں ، راکٹوں میں تو

Napalm:[2] Hand Grenade:[1]

تُو ہی طاقت کے سب مظاہر میں
تُو ہی بے ربط سے نظائر میں

زار میں تُو تھا ، تُو ہی ٹیٹو میں
تُو ہی طاقت وروں کے ویٹو میں

تُو 'چھٹے بحری بیڑے' میں بھی ہے
تُو غریبوں کے کھیڑے میں بھی ہے

تُو اتاتُرک کی ذہانت میں
تُو ہی قذافی کی ہے جرأت میں

ماؤزے تنگ کی قیادت میں
ہوچی منہہ کی ، تھا تُو سیادت میں

تُو خمینیؔ کی تھا امامت میں
تُو منڈیلا کی تھا حمایت میں

تو ہی یورپ کی خانقاہوں میں
تو ہی مشرق کے بادشاہوں میں

اُردن و مصر و شام ہیں برباد
تجھ سے صیہونیت ، مگر آباد

ٹکڑے جرمن کے تو نے جوڑ دیے
روس کے تو نے حصے بخرے کیے

تو ہی شیو ، تو ہی شنکروں میں ہے
تو ہی فوجوں کے بنکروں میں ہے

تو ہی نہرو میں ، تو ہی گاندھی میں
تو ہی ہر تفرقے کی آندھی میں

تھا محمد علی[1] ترا شاہین
تو ہی فتحِ قریب و فتحِ مبین

[1] محمد علی جناح، بانی پاکستان

مملکتِ پاک ، کی عطا تو نے
تحفہ حق والوں کو دیا تو نے

ختم کرتا ہے تو اگر لبنان
خلق کر دیتا ہے تو پاکستان

تو پلاسی میں ، تو چونڈہ میں
تو ہی میسور ، تو ہی واہگہ میں

کنشی کنشو ، نشان حیدر میں
ٹوکیو میں ہے ، تو ہی خیبر میں

اَمن کی ایک ایک آس میں ہے
تو ہی وکٹوریہ کراس میں ہے

خون بن کر رگوں میں بہتا ہے
تو ہی شہ رگ کے پاس رہتا ہے

تو ہی یم دوات کے طریقے میں
تو ہی جبروت کے سلیقے میں

تو ہی دنیا ہے ، دین بھی تو ہے
روحِ فکرِ مبین بھی تو ہے

تجھ ہی سے تو ہر ایک صورت ہے
تجھ ہی سے تو ہر ایک مورت ہے

دنیا تجھ ہی سے خوبصورت بھی
اور تجھ ہی سے ہے یہ ظلمت بھی

تجھ ہی سے جذبۂ محبت ہے
تجھ ہی سے ظلم اور نفرت ہے

تو احد بھی ہے ، تو صمد بھی ہے
بحرِ انوار کا تو مد بھی ہے

زندگی کا قیام تجھ سے ہے
زیست کا اختتام تجھ سے ہے

موت بھی تیری ہے ، حیات تری
لازوال ، ایک صرف ذات تیری

پہلی اور آخری پناہ بھی تو
سب جہانوں کا بادشاہ بھی تو

تو محقّق ہے ، تو ہی ہے تحقیق
تو مصدّق ہے ، تو ہی ہے تصدیق

تو وثیقہ ہے ، تو ہی ہے توثیق
تو ہی خالق ہے ، تیری سب تخلیق

تو نہاں ، دل دماغ میں بھی ہے
تو ہی 'الاالبلاغ' میں بھی ہے

قرب میں تُو ہے ، فصل میں تُو ہے
بُعد میں تُو ہے ، وصل میں تُو ہے

منبر و خطبہ و خطیب میں تُو
تُو ہی نقارے میں ، نقیب میں تُو

تُو ہی اوّل ہے ، تُو ہی آخر ہے
مقتدر تُو ہی ، تُو ہی قادر ہے

تُو مقدّم ہے ، تُو مؤخر ہے
تُو بلند ، اور تُو ہی برتر ہے

تُو ہی تحریک ، تُو ہی حرکت ہے
تُو ہی حاصل ہے ، تُو ہی برکت ہے

ذات میں تیری کوئی عیب نہیں
تیری نظروں سے کچھ بھی غیب نہیں

تُو ہی ناظر بھی اور منظر بھی
تُو ہی آئینہ ، آئینہ گر بھی

تجھ سے تفہیم ، تجھ سے ہے ادراک
ہر برائی سے ، تیری ذات ہے پاک

تُو شعور اور لاشعور میں ہے
تُو ہی ہر ایک شَے کے نور میں ہے

تُو ہی ہر چیز کے وجود میں ہے
تُو ہی ہر چیز کے شہود میں ہے

سب جہانوں کا پاسباں ہے تُو
سب ہی کے واسطے اماں ہے تُو

تُو نشاں بھی ہے ، بے نشان بھی ہے
تُو ہر اک جسم میں ، پَران بھی ہے

کشت بھی تیری ، آبیاری بھی
تو مصور ہے ، تو ہی باری بھی

تو ہی ہر چیز میں منور ہے
سارے منظر میں تیرا منظر ہے

بس تو ہی ہے ، جو سب کا سامع ہے
صرف تیری ہی ذات رافع ہے

امن و ایمان دینے والا ہے
تو ہی ایقان دینے والا ہے

ہے علیم و بصیر ، تیری ذات
ہے سمیع و خبیر ، تیری ذات

تو ہی خالق ہے ، تو ہی ہے جبار
تو ہی رازق ہے ، تو ہی ہے قہار

تیری یکتائی ، بے نیازی تری
تو غنی بھی ہے ، تو ہی ہے مغنی

تو ہی واحد ، صفات میں اپنی
تو ہی ماجد ہے ، ذات میں اپنی

آشکارا ہے ، پھر بھی مضمر ہے
تو ہی باطن ہے ، تو ہی اظہر ہے

تو ہی ناسوت کے کلام میں ہے
تو ہی لاہوت کے مقام میں ہے

تو ہی وارث ہے ، تو ہی باقی ہے
ہم سے رندوں کا ، تو ہی ساقی ہے

تو ہی نافع ہے ، تو ہی ہادی ہے
تو منادی ہے ، تو منادی ہے

تو ہی باسط ہے ، اور تو وہاب
تو سرِ فرش ، تو ہی عرش جناب

دل کو ہمت سے بھی بھرے تو ہی
حوصلے پست بھی کرے تو ہی

تو ہے غفار ، تو حلیم بھی ہے
تو غفور اور تو عظیم بھی ہے

سیدھا رستہ بھی تو دکھاتا ہے
دل کی تاریکیاں مٹاتا ہے

حد سے بڑھ کر ہے تیرا لطف و کرم
تو ہی رکھتا ہے آدمی کا بھرم

تو مقیت ، اور تو حسیب بھی ہے
تو رقیب ، اور تو مجیب بھی ہے

تو جلیل ، اور تو کریم بھی ہے
تو مجید ، اور تو حکیم بھی ہے

حاکم مطلق العنان بھی تو
اور لوگوں کا قدر دان بھی تو

تو ہی ہر انتہا کا مالک ہے
تو ہی روز جزا کا مالک ہے

تو ہی تواب ، کارساز بھی تو
تو حقیقت بھی ہے ، مجاز بھی تو

صاحب ذوالجلال و ذوالاکرام
ساری مخلوق پر ترے انعام

در گزر بھی کرے خطاؤں سے
گھورتا ہوگا تو خلاؤں سے

رنج دل سے شکوک تو ہی کرے
سب سے ارفع سلوک تو ہی کرے

تو متین، اور تو حمید بھی ہے
تو ہی المبدی، المعید بھی ہے

صبح صادق بھی، صبح کاذب بھی
تو محافظ بھی، سب پہ غالب بھی

تو ملائے، تو دن سے رات ملے
تو نہ چاہے، تو پتّا بھی نہ ہلے

تیرے باغ و بہار میں سب کچھ
تیرے علم و شمار میں سب کچھ

فاتحہ بھی، درود بھی تجھ سے
اور قیام و سجود بھی تجھ سے

تو ہی 'لاتقنطوا' ، نوید میں ہے
تو ہی ہر ساعتِ سعید میں ہے

صبر کی ہے کلید میں بھی تو
اور ہَل مِن مّزِید میں بھی تو

'لا' میں 'اِلا' میں تو 'لَہٗ' میں ہے
تو ہی 'للہ' میں ، تو ہی 'ہُو' میں ہے

اپنے بندوں کو تو ہی کافی ہے
اور ہر ایک شے اضافی ہے

ہر عبادت ہے بس ترے ہی لیے
ہر شہادت ہے بس ترے ہی لیے

ہر محبت ہے بس ترے ہی لیے
ہر ریاضت ہے بس ترے ہی لیے

صرف تجھ کو غرور سجتا ہے
ڈنکا تیرا جہاں میں بجتا ہے

سخت مشکل ہے تیرا جادہ بھی
تیری رحمت کا در ، کشادہ بھی

تُو نے بخشیں بصارتیں کیا کیا
ہم کو دی ہیں سماعتیں کیا کیا

تُو نے دی ہیں بصیرتیں کیا کیا
تُو نے دی ہیں محبتیں کیا کیا

تیری ہم پر نوازشیں کیا کیا
تیری ہم پر عنایتیں کیا کیا

تُو نے برسائیں بارشیں کیا کیا
تیری ہم پر ہیں رحمتیں کیا کیا

نطق کو قوّتِ بیاں دی ہے
ذکر کے واسطے ، زباں دی ہے

تُو نے سرخی بسائی ہونٹوں پر
مسکراہٹ سجائی ہونٹوں پر

ناک بخشی ہے سونگھنے کے لیے
لب دیے ، اِسم چومنے کے لیے

دست و بازو دیے حفاظت کو
دِل سی شَے بخش دی محبت کو

دل دیا اور دل میں داغ دیا
عقل دی ، تُو نے ہی دماغ دیا

تُو نے احساس و غور و فِکر دیا
بات کرنے کو اپنا ذِکر دیا

لفظ بخشے ہیں گفتگو کے لیے
دے دیا عزم ، جستجو کے لیے

آنکھ نے کسب نور تجھ سے کیا
ذہن کو بھی شعور تو نے دیا

شب میں رونے کو اشک تو نے دیے
داغ دھونے کو اشک تو نے دیے

دن دیا محنت و مشقت کو
رات بخشی ہے استراحت کو

سجدے ، پیشانیوں کے نام لکھے
تو نے ہر شے پہ اُس کے کام لکھے

سب سلیقے بتا دیے تو نے
سب سلیبس بنا دیے تو نے

بے گماں ، بے مثال تو نے دیا
جو دیا باکمال تو نے دیا

جو دیا ، لاجواب تو نے دیا
جو دیا ، بے حساب تو نے دیا

درد سہنا سکھا دیا تو نے
شعر کہنا سکھا دیا تو نے

آج جب تجھ کو لکھنے بیٹھا ہوں
اپنی کم مائیگی پہ رویا ہوں

تیری عظمت بیاں کیسے ہو
یہ زمین ، آسمان کیسے ہو

مجھ کو حرفوں پہ اختیار نہیں
زیست کا کوئی اعتبار نہیں

نہ ہے لفظوں پہ اختیار مجھے
نہ ہی قوسوں پہ اعتبار مجھے

اپنی سوچوں پہ اعتبار نہیں
اپنے جذبوں پہ اختیار نہیں

میں نہ پہلے تھا یوں فرو مایہ
اتنا کم ، کب تھا میرا سرمایہ

سوچ بھی میرا ساتھ دیتی نہیں
فکر ہاتھوں میں ہاتھ دیتی نہیں

انگلیوں کو قلم کروں ، تو لکھوں
اپنے خوں سے رقم کروں ، تو لکھوں

حمد لکھنا ، میں سمجھا تھا آسان
کیا خبر تھی کہ جائے گی یہ جاں

تُو ہے جیسا ، میں ویسا لکھوں گا
میں تجھے ، تیرے جیسا لکھوں گا

آسمان لکھ دیا ، زمیں لکھا
وہ جو لکھنا تھا ، وہ نہیں لکھا

لا مکاں لکھ دیا ، مکاں لکھا
وہ جو لکھنا تھا ، وہ کہاں لکھا

حرف میری ہنسی اُڑاتے ہیں
لفظ بھی ، منہ مجھے چڑاتے ہیں

چشمِ قرطاس مجھ کو گھورتی ہے
لفظ کی پیاس ، مجھ کو گھورتی ہے

میری تخئیل ، میرے بس میں نہیں
کوئی تمثیل ، میرے بس میں نہیں

کوئی تشبیہ مسکراتی نہیں
کوئی تلمیح یاد آتی نہیں

میرے بس میں نہیں قلم میرا
الٹا پڑتا ہے ، ہر قدم میرا

قافیے سارے تنگ ہونے لگے
موم سے ، حرف سنگ ہونے لگے

روشنائی اداس اداس ہوئی
لو تصور کی ، وقفِ یاس ہوئی

کتنی کمزور پڑ رہی ہے ردیف
شرمساری سے گڑ رہی ہے ردیف

جہل خنداں ہے ہر گھڑی مجھ پر
کیسی مشکل یہ آپڑی مجھ پر

اے خُدا! روشنی کی کوئی کرن
اے خُدا! آگہی کی کوئی کرن

حرف میں ، زندگی کی کوئی کرن
لفظ میں ، دوستی کی کوئی کرن

آئینہ کر دے ، مجھ سے پتھر کو
نور سے بھر دے قلب مضطر کو

آخرت کی مجھے کمائی دے
سوچ کو قید سے رہائی دے

اَن کہی بات بھی سنائی دے
ان سُنی شکل بھی دکھائی دے

بند دروازے مجھ پہ وا کردے
عشق کو حسن آشنا کردے

یا تو ہر حرف کو ، ہوا کردے
ورنہ ہر لفظ کو ، دیا کردے

کرب کو اِذنِ باریابی دے
شعر کو ، عرشِ کامیابی دے

اپنے عرفان کے عمل سے گزار
اپنے وجدان کے عمل سے گزار

زخم کو گفتگو کے ڈھنگ سکھا
آنسوؤں پر لہو کا رنگ چڑھا

جب تلک میرا سانس جاری رہے
اک مسلسل "ٹرانس"[ا] جاری رہے

اتنا احسان ، تیری ذات کرے
میری تنہائی مجھ سے بات کرے

ا: Trance

روشنائی کو ضوفشانی دے
مجھ کو قرطاسِ جاودانی دے

لفظ کو یوسفِ معانی دے
حرف جتنے دے آسمانی دے

واقفِ سرِّ لامکانی کر
دُور ہر ایک بدگمانی کر

میری تحریر میں اثر اُترے
مجھ پہ افلاک کی خبر اُترے

میری حیرت کو بیکراں کر دے
مجھ کو فطرت کا رازداں کر دے

علم کو میرا استعارہ کر
مجھ پہ 'اِقرا' کو آشکارا کر

پرِ جبریل کا قلم ہو عطا
مجھ کو اتنا تو کم سے کم ہو عطا

پھر بھی اے مالک و سمیع و بصیر!
پھر بھی اے خالق و بشیر و منیر!

تجھ کو سوچا تھا جیسا ، لکھ ڈالا
تجھ کو سمجھا تھا جیسا ، لکھ ڈالا

دل نے دیکھا تھا جیسا ، لکھ ڈالا
تجھ کو پایا تھا جیسا ، لکھ ڈالا

اے خدا! اے مرے خدائے جمیل
تُو ہی سب کچھ ہے ، میرے ربِّ جلیل

تُو ہی رحمان ہے ، ہے تُو ہی رحیم
میرے مولا! ہے تُو ہی لطف عمیم

ذات کا تیرے ، اے مرے باری
آئینہ ، کائنات ہے ساری

جب یہ سوچا ! یہ راز پایا ہے
ساری مخلوق کو بنایا ہے

دہر و اشیائے دہر ، ہیں فانی
نور سے تیرے ، ان میں تابانی

تیرا ہر ایک چیز سے ہے شہود
پایا ہر شے میں ، تیرا عکسِ وجود

چیزیں ، حق الیقین کا آئینہ
تجھ تلک ہیں رسائی کا زینہ

صورتِ حسن و نور ہے اُن میں
بے شراکت ظہور ہے اُن میں

پھول میں جس طرح ملے خوشبو
جسمِ ہستی میں اسطرح ہے تُو

تیرا مخلوق میں ، حلول نہیں
اے خدا! تیرا یہ اصول نہیں

نِگہ و عقل سے پرے ہے تُو
سارے عالم میں ہے ، مگر ہر سُو

تیری مخلوق سے تجھے جانا
تجھ کو تیری صفات سے مانا

اے خُدا! میں نے تجھ کو پہچانا
دیکھ کر جگ کا آئینہ خانہ

تیری صنعت سے تجھ کو پہچانا
تو ہے ذاتِ وجوب ، دل مانا

صبح میں ، اور روز و شب میں ترا
ربِّ عالم! ہے نور سب میں ترا

زندگی سب کی ، اَمر ہے تیرا
روشنی سب کی ، اَمر ہے تیرا

روح کی میرے ، آگہی تُو ہے
روشنی تُو ہے! روشنی تُو ہے

یاالٰہی! یہ تیرا سیفیؔ بھی
مانگتا ہے دعا ، سُن اس کی بھی

التجا ، اِس کے قلب کی سُن لے
خاص بندوں میں اپنے ، تُو چُن لے

عشق میں اپنے ، تُو فنا کردے
اے خدا! لائقِ بقا کردے

جن پہ انعام کی ہے ضو تیری
ان میں ہو ، یہ مُنیرؔ سیفی بھی

لمحہ لمحہ ، یہی ہو کام مجھے
مِلیں تیری ثناء کے جام مجھے

دے شرف! خالقِ انام مجھے
حمد کہنے کا دے دَوام مجھے

کہیں! دنیا کے خاص و عام مجھے
حامِدِ ربِّ ذوالکرام ، مجھے

عُمر کی ہو نہ میری ، شام ابھی
حمد ہے حرفِ نا تمام ابھی

ⓢ

ملتان

منیر سیفی

عہدِ عصر کی منفرد آواز

جنابِ منیر سیفیؔ، بھی دورِ حاضر کے جدید لب ولہجہ اور اسلوب کے نفیس شاعر ہیں۔ان کی شاعری میں افکارِ تصوف و معرفت کی گونج کے علاوہ حیات وکائنات کے داخلی وخارجی فکر انگیز احساسات و مشاہدات پوری شاعرانہ توانائی کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کے لوازماتِ شاعری نہایت متین و سنجیدہ، عام فہم اور شاعرانہ حسن سے آراستہ ہیں۔ان کی شاعری میں زندگی متحرک نظر آتی ہے۔انہوں نے انسان کو بہت قریب سے دیکھا ہے،اوراس کے کردار وعمل اور محرکات کو بڑی خوبصورتی سے شعری پیکروں میں ڈھال دیا ہے۔ان کی سوچیں عصرِ حاضر کی آب وہوا ہی میں پنپ رہی ہیں۔وہ جس عہد میں سانس لے رہے ہیں، وہ ان کے آئینۂ شاعری میں بالکل واضح نظر آتی ہیں۔احساسات و مشاہدات، جو ایک خبر کی صورت میں ہوتے ہیں، ان کو انشائی انداز میں مصوّر کردیا ہے۔ ان کی شاعری وجدانی شاعری ہے، اور ذوقِ معرفت کی چاشنی بھی لیے ہوئے ہے اور پوری طرح شعریت کے آب ورنگ سے مزیّن ہے۔

ان کی شاعری کا وافر حصّہ شاعرانہ حسن وروائع اور اسلوبِ تازہ سے بھرپور ہے۔ان کی شاعری کا ذخیرۂ لفظیات، نہایت منتخب ہوتا ہے۔ ان کی شاعرانہ جدیدیت،مثبت اور صالح انداز کی ہے۔انہوں نے سلاست وروانی، شستگی اور شگفتگی کو

ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ ان کے بعض اشعار توبر معنیٰ سہلِ ممتنع کے حامل ہیں۔ ان کے بہت سے اشعار میں برجستگیِ بیان اور ایجاز و اختصار کا حسن بھی ملتا ہے۔ اس خوبی میں وہ اپنے ہم عصر ممتاز و منفرد شعراء کے شانے سے شانہ ملائے کھڑے ہیں۔ میں نے ان کی شاعری کا بالاستیعاب انتقادی جائزہ لیا ہے۔ ان کی شاعری کے چاروں مجموعوں، 'لَو'، 'مِثال'، 'اَلَست' اور زیرِ نظر، حمدیہ کلام، بنام 'حرفِ ناتمام' کو غور و تامل سے پڑھا ہے۔ ان کی شاعری کا سونا کھرا ہے۔ ان چاروں مجموعوں کی شاعری میں مطبوع (آمد) اور مصنوع (آورد)، دونوں قسم کے اشعار ملتے ہیں، مگر انہوں نے اپنے آورد کے اشعار کو بھی سریع التاثیر بنایا ہے اور شعری نشتریت سے خالی نہیں رکھا ہے۔ ان کی شاعری میں عروضی و فنی اسقام، یعنی ابہام و اہمال، توالیِ اضافت، تنافرِ لفظی، اخلال، حشو و زوائد، سقوطِ کریہہ، تعقید و تعقیبِ لفظی و معنوی اور دیگر فنی نقائص، زبان و بیان اور صرفی و نحوی سے صرفِ نظر نہیں ملتا۔ وہ عہدِ حاضر کے اس قبیلۂ شعراء سے تعلق رکھتے ہیں، جو اپنی شاعری میں فنی باریکیوں کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ اس تناظر میں وہ عہدِ عصر کے منفرد شاعر ٹھہرتے ہیں۔ ان کی شاعری زندہ رہنے والی ہے۔ میری اس بات کی تصدیق ان کی شاعری کو غور و تامل سے پڑھنے کے بعد ہو جائے گی۔ ایک نقاد کی حیثیت سے میرا فرض تھا، جس کی میں نے شہادت دی۔

از

محسن اعظم محسن

ملیح آبادی

۱۵ جنوری ۲۰۱۰ء

جدید لب و لہجے اور تازہ فکر و نظر کے منفرد شاعر

جناب منیر سیفی کے

مجموعہ ہائے شاعری

(۱) مِثال (نعتیہ کلام)

(۲) لَو (غزلیات)

(۳) اَلَسْت (غزلیات)

مِلنے کا پتا

114-B، فیصل ٹاؤن، لاہور، پاکستان

فون: 042-5167114

جدید لب و لہجے اور تازہ فکر و نظر کے منفرد شاعر

جناب

منیرؔ سیفی

کے

مجموعہ ہائے شاعری

(۱) مِثال

(نعتیہ کلام)

(۲) لَو

(غزلیات)

(۳) اَلَست

(غزلیات)

ملنے کا پتا

B-114، فیصل ٹاؤن، لاہور، پاکستان

فون: 042-5167114

منیر سیفی

عہد عصر کی منفرد آواز

جناب منیر سیفی، بھی دورِ حاضر کے جدید لب ولہجہ اور اسلوب کے نفیس شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں افکار تصوف و معرفت کی گونج کے علاوہ حیات و کائنات کے داخلی و خارجی فکر انگیز احساسات و مشاہدات پوری شاعرانہ توانائی کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کے لوازماتِ شاعری نہایت حسین و سنجیدہ، عام فہم اور شاعرانہ حسن سے آراستہ ہیں۔ ان کی شاعری میں زندگی متحرک نظر آتی ہے۔ انہوں نے انسان کو بہت قریب سے دیکھا ہے، اور اس کے کردار وعمل اور حرکات کو بڑی خوبصورتی سے شعری پیکروں میں ڈھال دیا ہے۔ ان کی سوچیں عصرِ حاضر کی آب وہوا ہی میں پنپ رہی ہیں۔ وہ جس عہد میں سانس لے رہے ہیں، وہ ان کے آئینہءِ شاعری میں بالکل واضح نظر آتی ہیں۔ احساسات ومشاہدات، جو ایک خبر کی صورت میں ہوتے ہیں، ان کو انشائی انداز میں مصور کر دیا ہے۔ ان کی شاعری وجدانی شاعری ہے، اور ذوقِ معرفت کی چاشنی بھی لیے ہوئے ہے اور پوری طرح شعریت کے آب ورنگ سے مزین ہے۔

ان کی شاعری کا وافر حصہ شاعرانہ حسن وروائع اور اسلوبِ تازہ سے بھرپور ہے۔ ان کی شاعری کا ذخیرۂ لفظیات، نہایت منتخب ہوتا ہے۔ ان کی شاعرانہ جدیدیت، مثبت اور صالح انداز کی ہے۔ انہوں نے سلاست وروانی، شستگی اور شگفتگی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا ہے۔ ان کے بعض اشعار تو بہ معنی سہل ممتنع کے حامل ہیں۔ ان کے بہت سے اشعار میں برجستگی بیان اور ایجاز واختصار کا حسن بھی ملتا ہے۔ اس خوبی میں وہ اپنے ہم عصر ممتاز ومنفرد شعراء کے شانے سے شانہ ملائے کھڑے ہیں۔ میں نے ان کی شاعری کا بالاستیعاب انتقادی جائزہ لیا ہے۔ ان کی شاعری کے چاروں مجموعوں، 'لو'، 'مثال'، 'اَلَست' اور زیرِ نظر، حمدیہ کلام، بنام 'حرفِ ناتمام' کو غور وتامل سے پڑھا ہے۔ ان کی شاعری کا سونا کھرا ہے۔ ان چاروں مجموعوں کی شاعری میں مطبوع (آمد) اور مصنوع (آورد)، دونوں قسم کے اشعار ملتے ہیں، مگر انہوں نے اپنے آورد کے اشعار کو بھی سریع التاثیر بنایا ہے اور شعری نشتریت سے خالی نہیں رکھا ہے۔ ان کی شاعری میں عروضی وفنی اسقام، یعنی ابہام واہمال، توالیِ اضافت، تنافرِ لفظی، اخلال، حشو وزوائد، سقوطِ کریہ، تعقید وتعقیبِ لفظی ومعنوی اور دیگر فنی نقائص، زبان وبیان اور صرفی ونحوی سے صرفِ نظر نہیں ملتا۔ وہ عہدِ حاضر کے اس قبیلہءِ شعراء سے تعلق رکھتے ہیں، جو اپنی شاعری میں فنی باریکیوں کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ اس تناظر میں وہ عہدِ عصر کے منفرد شاعر ٹھہرتے ہیں۔ ان کی شاعری زندہ رہنے والی ہے۔ میری اس بات کی تصدیق ان کی شاعری کو غور وتامل سے پڑھنے کے بعد ہو جائے گی۔ ایک نقاد کی حیثیت سے میرا فرض تھا، جس کی میں نے شہادت دی۔

از

محسن اعظم محسن

ملیح آبادی

۱۵ جنوری ۲۰۱۰